قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا الآیۃ

چوں آیت بالا ناطق ست بحلیت رغبت و رہبت در تحصیل
عبادات + و رسالہ انوار محمدیہ ترجمہ کتاب ترغیب و ترہیب
منذری کہ

انوار الصوم

جزو بیست از آن مثل اصل خود بعدیل بود در باب
رغبات و رہبات + بناءً علیہ محمد عثمان رسالہ مذکورہ را
در صحیفہ شہریہ الہادی اندک اندک ثبت کنانید و
از کتب خانہ اشرفیہ شائع گردانید

(صفر المظفر سنہ ۲۹ھ)

فہرست مضامین الانوار المحمدیہ۔ انوار الصوم

مضمون	صفحہ
تمہید کتاب ہذا۔	۱
فصل اول۔ روزہ کی فضیلت اور روزہ دار کی دعا کی فضیلت	۵
رمضان کے روزہ کی ترغیب اور رمضان کی راتوں میں خصوصاً شب قدر میں نماز پڑھنے کی ترغیب	۲۶
رمضان میں بدون کسی عذر کے روزہ نہ رکھنے پر وعید	۵۱
ماہ شوال میں چھ روزہ رکھنے کی ترغیب	۵۳
عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب اور اس دن حج کرنے والے کو ممانعت	۵۵
ماہ محرم الحرام میں روزہ رکھنے کی ترغیب	۵۹
یوم عاشورا کے روزہ کی اور اوس دن میں اہل و عیال پر وسعت کرنیکی ترغیب	۶۰
شعبان کے روزہ کی ترغیب اور شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں نفلی روزے رکھتے تھے	۶۳
ہر مہینہ میں تین دن کے خصوصاً ایام بیض کے روزوں کی ترغیب۔	۷۰
پیر اور جمعرات کے روزہ کی ترغیب۔	۷۷
بدھ جمعرات اور جمعہ۔ بار و اتوار کے روزہ کی ترغیب اور ان احادیث کے بیان جن میں جمعہ اور بار کے دن کو روزہ کے لئے خاص کرنیکی ممانعت	۷۹
صوم داؤدی کی ترغیب	۸۵
عورت کو اس بات پر دھمکی کہ شوہر کی موجودگی میں بدون اوسکی اجازت کے نفلی روزہ رکھے۔	۸۸
مسافر کو روزہ سے ممانعت اور افطار کی ترغیب جبکہ روزہ گراں ہو۔	۸۹
سحور کی ترغیب خصوصاً چھوارہ کے ساتھ	۹۵
افطار میں جلدی کرنے اور سحری میں تاخیر کرنے کی ترغیب۔	۱۰۰
چھوارے سے افطار کرنیکی ترغیب اور وہ نہ ملے تو پانی سے	۱۰۳
روزہ دار کو کھانا کھلانے کی ترغیب	۱۰۴
روزہ دار کے ثواب کا بیان جبکہ اسکے سامنے دوسرے لوگ کھاتے پیتے ہوں	۱۰۵
روزہ دار کو غیبت اور بیحیائی کی باتیں اور جھوٹ بولنے وغیرہ پر دھمکی	۱۰۷
اعتکاف کی ترغیب	۱۱۱
صدقۃ الفطر کی ترغیب اور اسکی تاکید کا بیان	۱۱۲
کتاب العیدین والاضحیۃ۔ عید کی راتوں میں جاگنے کی ترغیب	۱۱۶
عید میں تکبیر کی ترغیب اور اوسکی فضیلت	۱۱۷
قربانی کی ترغیب اور جو شخص باوجود قدرت کے قربانی نہ کرے یا قربانی کی کھال بیچے اسکو وعید	۱۱۸
جانوروں کے کان، ناک، وغیرہ کاٹنے اور بے فائدہ مارنے پر دھمکی اور خوش اسلوبی کے ساتھ قتل و ذبح کی ترغیب	۱۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الانوار المحمدیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ عرض رسا ہے کہ آجکل مسلمانوں کی جو حالت تنزل کی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے اور قریب قریب ہر شخص کو اسباب ترقی کی فکر ہے اور اپنی اپنی عقل کے موافق سب ہی رفع تنزل کے اسباب اور ترقی اہلِ اسلام کے ذرائع سوچتے ہیں اور اہلِ قلم نے مختلف عنوانوں سے اِس میدان میں بہت کچھ زورِ قلم دکھلایا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ مضمون ایسا خفی یا دقیق نہیں تھا جس میں عقلاء اختلاف کرکے مختلف طریقے تجویز کریں۔ بلکہ درحقیقت یہ مضمون ایسا بدیہی ہے کہ غایت بداہت ہی کی وجہ سے مخفی ہو گیا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ مسلمان مذہبِ اسلام کے اتباع کی وجہ سے مسلمان ہیں یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ عالم کی ترقی یہ ہے کہ اس کا علم کامل ہو۔ زمیندار کی ترقی یہ ہے کہ اس کی زمینداری کامل ہو تاجر کی ترقی یہ ہے کہ اس کی تجارت کامل ہو۔ پہلوان کی ترقی یہ ہے کہ پہلوانی

سے کے فن میں کامل ہو۔

پس مسلمان کی ترقی بھی اسی میں ہے کہ وہ اسلام میں پورا ہو اور اوس تنزل یہی ہے کہ اسلام میں ادہورا ہو۔ اگر مسلمان اتباع اسلام میں پورے ہوں تو پہر وہ کبھی تنزل کی صورت نہیں دیکھ سکتے ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ سچا ارشاد اور بہتر وعدہ ہے جس مسلمانوں کا ایمان ہے اور اگر وہ اسلام میں ادہورے ہیں تو کبھی ترقی نہیں پا سکے گو آسمان کے تارے بھی توڑ لائیں سہ

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ٥ پس مسلمانو! اگر ترقی چاہتے ہو تو اپنے اسلام و ایمان کو کامل کر اگر تنزل سے نکلنا چاہتے ہو تو اس کمی کو دور کرو جو تمہارے اسلام میں

۲ پیدا ہو چکی اور ہو رہی ہے یہ مجرب نسخہ ہے بارہا کا آزمودہ ہے تمہارے اسلاف نے اس نسخہ کے استعمال سے ایسی ترقی حاصل کی ہے جس کی نظیر کوئی قوم پیش نہیں کر سکی اس پر شاید ہمارے بعض دوست یہ کہیں گے سہ

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت ادھر نہیں آتی۔

ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنے اسلام کو کامل کریں مگر زمانہ کی مادہ پرستی کی زہریلی ہوا کا اثر طبائع پر کچھ ایسا غالب ہوا ہے کہ روحانیت کی طرف اُن کو جھکنے ہی نہیں دیتا ہم دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے کوئی حرکت خلاف تعلیم اسلام صادر نہ ہو مگر مادیت نفس پر

ف۱ سست نہ ہو پریشان نہ ہو تم ہی سب سے بلند ہو گے اگر تم مومن ہو ۱۲

ف۲۔ اگر خدا تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد تمہاری مدد کون کر سکتا ہے؟ اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے (اسی کو راضی کر کے ترقی کی امید رکھیں اسکو ناراض کر کے ترقی کی ہوس نہ کریں ۱۲-

بے قابو یافتہ ہوئی ہے کہ گناہوں سے بچنا دشوار اور طاعات کا بجالانا مشکل
سے مشکل تر ہوگیا۔ اس عذر کا جواب یہ ہے کہ کوئی مرض لاعلاج نہیں جبکہ
مریض اپنے کو بیمار سمجھکر علاج کا طالب ہو۔ ہاں جو مریض اپنے کو بیمار ہی نہ
سمجھے یا علاج نکرنا چاہے اُس کا کچھ علاج نہیں۔ اب سنو اکہ تجربہ سے یہ بات
ثابت ہوگئی ہے کہ طاعات کی ہمت اور گناہوں سے نفرت پیدا کرنے میں ترغیب
و ترہیب سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں۔ دیکھو جب بیمار کے سامنے دوا ئے تلخ لائی
جاتی ہے تو اول اول وہ اوس سے بہت گھبراتا ہے مگر جب اُس کے سامنے اس دوا
کے فوائد و ثمرات بیان کیئے جاتے ہیں تو اب وہ دل سے اِس کے استعمال کا
خواہشمند ہوجاتا ہے اور اگر کسی شخص کے سامنے زہرآلود مٹھائی رکھی ہے جس کو
خبر نہیں کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے تو یقیناً وہ رغبت و شوق سے اُس کے کہانے کے
لئے ہاتھ بڑھائے گا۔ مگر جب اُس سے یہ کہدیا جائے کہ اِس مٹھائی کے کہانے کا
انجام ہلاکت ہے اور اس کی لذت و شیرینی جان لینے والی ہے تو کوئی اسکی ۳
طرف منہ کرنا بھی پسند نکرے گا۔ صاحبو! ہم کو طاعت کی ہمت اِسی لیئے نہیں ہوتی
کہ ہم اُن کے لازوال فوائد اور دائمی راحت دینے والے منافع سے غافل ہیں گناہوں
سے نفرت اسی لیئے نہیں ہے کہ ہم اُن کے نتائج بد اور زہریلے آثار سے بیخبر ہیں
پس ضرورت اسکی ہے کہ طاعات کے فوائد سے اطلاع حاصل کیجائے اور گناہوں
کے انجام کو سوچا جائے دعوے سے کہا جاتا ہے کہ اِس طریق پر چندے کاربند
ہونے سے آپ کا وہ عذر زائل ہوجائے گا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اِس کے بعد غالباً آپ کو یہ اشتیاق پیدا ہوگا کہ ترغیب و ترہیب کے
مضامین کہاں دیکھیں۔ کس طرح سُنیں تو میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ
علامہ امام حافظ حدیث زکی الدین عبدالعظیم المنذری رضی اللہ عنہ کی کتاب الترغیب
والترہیب اس باب میں بے نظیر و نایاب ہے اور حق یہ ہے کہ امام مذکور نے

۵ رغبت دلانا اور ڈرانا۔ ۱۲ منہ

یہ کتاب تالیف کر کے امت محمدیہ پر ایسا احسان عظیم کیا ہے جس کے شکر سے وہ سبکدو
نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ برادرم محمد عثمان خاں صاحب مدیر
رسالہ الہادی کو کہ انہوں نے اس متبرک کتاب کا ترجمہ رسالہ الہادی میں مسلسل
شائع کر کے مسلمانانِ ہندوستان پر بہت بڑا احسان کیا جو کتاب الصدقات تک
شائع ہو چکا ہے اور اس کے بعد ترجمہ کی خدمت اس ناچیز کے سپرد کی او
یہ درخواست کی کہ ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ ترجمہ ہی معلوم نہ ہو بلکہ مستقل
کتاب کی صورت میں ہو اور جا بجا حدیث کی شرح کے لیے کچھ فوائد بھی اضافہ
کیے جائیں۔

میں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس خدمت کو اپنے سر لے لیا کیا عجب
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میری یہ ناچیز خدمت پسند آجائے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہونے کا مجھے موقعہ مل جائے لہذا بنام خدا میں اس
۴ کام کو شروع کرتا ہوں اور حسب ارشاد حضرت اقدس حکیم الامۃ دامت برکاتہم
اس کتاب کا نام "الانوار المحمدیۃ" تجویز کرتا ہوں اور اس کے ہر حصہ کو
انوار سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً انوار الصوم، انوار الحج وغیرہ اور اس کے
اتمام کے لیے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں اللہ تعالیٰ اس کتاب کو
مقبول فرمائیں اور میرے بھائی مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائیں اور میرے
لیے اسکو ذریعہ نجات بنا دیں آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا
محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۰

انوار الصوم

شریعت اسلامیہ کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن رمضان کا روزہ ہے
جسکی فرضیت قرآن سے ثابت ہے اور احادیث صحیحہ میں اسکی تاکید موجود ہے

اور امت کا اسکی فرضیت پر اجماع ہے جو شخص رمضان کے روزہ کی فرضیت سے انکار کرے یا روزہ سے استہزا کرے مثلاً یوں کہے کہ جس کے گھر میں کھانے کو نہو وہ روزہ رکھے ایسا شخص کافر ہے اور جو فرض جانکر بلا عذر کے رمضان میں روزہ نہ رکھے وہ فاسق ہے افسوس! آجکل بہت مسلمان اس فریضہ کو ترک کرنے لگے ہیں اور جو اہتمام پہلے زمانہ میں تھا اب رفتہ رفتہ اُٹھتا جاتا ہے اسی لیے ہمارے سروں سے رحمت خداوندی کا سایہ اُٹھتا جارہا ہے۔

مسلمانو! ہوشیار ہوجاؤ اور اس فرض میں سستی نہ کرو اور غور سے ان احادیث کا مطالعہ کرو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں تاکہ تمہاری ہمت بلند ہو۔

فصل اوّل۔ اسمیں وہ احادیث مذکور ہونگی جنمیں اطلاق کے ساتھ روزہ کی فضیلت اور روزہ دار کی دعا کی فضیلت ذکر کیگئی ہے۔

5 (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اسی کا ہے سوا روزہ کے کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ایک ڈھال ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ روزہ کے دن بیہودہ باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالم گلوچ ہو یا جھگڑا کرے تو (اُس سے) کہدے کہ میں روزہ سے ہوں میرا (آج) روزہ ہے (مجھے معاف کرو) قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اسکو حاصل ہونگی ایک تو افطار کے وقت ہے کہ روزہ افطار کرکے وہ خوش[۱]

۱ یہ خوشی اسبات کی ہے کہ الحمد للہ سلامتی کے ساتھ روزہ پورا ہوگیا اور خدا کا حکم ہم سے ادا ہوگیا اور اسوقت طبعًا اس سے بھی خوشی ہوتی ہے دن بھر کھانے پینے سے رکے رہے اب

ہوتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جبکہ وہ اپنے پروردگار سے ملے گا تو (اس وقت) اپنے روزہ رکھنے سے خوش ہوگا (کہ بہت اچھا ہوا کہ میں دنیا میں اس نعمت سے محروم نہ رہا ورنہ آج بڑے ثواب سے محروم رہتا) اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ انہی کے ہیں اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ دار) میری وجہ سے کھانا پینا اور اپنے (نفس کی) خواہش کو چھوڑتا ہے (اس لیئے) روزہ (خالص) میرے واسطے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا (جو بے حساب ہوگی) اور (باقی) نیکیوں کا ثواب دس گنا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے سات سو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مگر روزہ (کہ اسکے ثواب کی کوئی حد نہیں) کیونکہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلا دوں گا روزہ دار میری وجہ سے اپنی خواہش (کی چیزیں) اور کھانا چھوڑ دیتا ہے

۶ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسکو افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملنے کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے مسلم کی دوسری روایت میں جسکو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے یہ لفظ ہے کہ روزہ دار جب اللہ تعالیٰ سے ملیگا اور اللہ تعالیٰ اسکو (روزہ کا) ثواب دیں گے تو وہ خوش ہو جائے گا اس حدیث کو (امام) مالک اور ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے بھی روایت کیا ہے معنے سب کے متحد ہیں الفاظ میں کسیقدر اختلاف ہے۔ ترمذی کی ایک روایت میں (بخاری و مسلم کی روایت سے زیادہ) یہ آیا ہے کہ روزہ دوزخ کی آگ سے (بچنے کے لیئے) ڈھال ہے اور اگر کوئی جاہل کسی روزہ دار سے جہالت (کی باتیں) کرنے لگے تو اس سے کہدینا چاہیئے کہ میں روزہ سے ہوں میرا روزہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) خوب شوق سے کھائیں گے مگر عارفین کو پہلی مرتبہ بھی خوشی ہوتی ہے اور یہ دوسری خوشی عوام کی ہے ۱۲ مترجم

(مجھ سے ایسی باتیں نکرو) اور ابن خزیمہ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ (اللہ تعالےٰ
فرماتے ہیں) روزہ دار میری وجہ سے کہانا چھوڑتا ہے میری وجہ سے پینا
چھوڑتا ہے میری وجہ سے اپنی لذت (کی چیزیں) چھوڑتا ہے میری وجہ سے
اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے (دو خوشیاں ہیں افطار کے
وقت تو وہ افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے پروردگار سے
ملے گا تو روزہ سے خوش ہوگا۔ حضرت سفیان بن عیینہ سے اللہ تعالےٰ
کے اِس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا (جو حدیث مذکور میں گذر چکا ہے)
کہ انسان کا ہر عمل تو اسکے واسطے ہے بجز روزہ کے کہ وہ میرے واسطے
ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا (اور) اللہ تعالےٰ بندہ سے حساب
لیں گے تو اس کے ذمہ (لوگوں کے) جسقدر حقوق اور مطالبات ہوں گے
وہ اس کے تمام اعمال سے ادا کیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اِس کے پاس روزہ
کے سوا کچھ باقی نرہے گا (اور اہل حقوق روزہ کو بھی چھیننا چاہیں گے) تو اللہ تعالےٰ ۷
باقی حقوق کو اپنے ذمہ لے لیں گے (اور روزہ کسی حقدار کو نہ دیا جائے گا) اور
روزہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اسکو جنت میں داخل کر دیں گے۔ یہ حضرت سفیان
بن عیینہ کا قول ہے اور یہ عجیب بات ہے۔ اور حدیث کے اِس جملہ کی توضیح
میں (علماء کی) اور بھی توجیہات ہیں مگر سب کے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں

(۲) اور حارث اشعری کی ایک حدیث پہلے گذر چکی ہے جسمیں یہ مضمون ہے کہ
(حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بامر خداوندی بنی اسرائیل سے فرمایا کہ) میں تم کو روزہ کا
حکم دیتا ہوں اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک محفل میں کوئی شخص مشک کی تھیلی

اللغات۔ الرفث بفتح الراء والفاء یطلق ویراد بہ الجماع ویطلق ویراد بہ الفحش ویطلق ویراد بہ خطاب
الرجل والمرأة فیما یتعلق بالجماع وقال کثیر من العلماء ان المراد بہ فی ہذا الحدیث الفحش ورد الکلام والجنة

عہ حافظ منذری کی عادت ہے ترغیب وترہیب کی احادیث کے لغات کی تشریح ہر حدیث کے ساتھ
کیا کرتے ہیں، چونکہ ہم ترجمہ کے اندر ان لغات کو حل کر چکے ہیں اِس لئے انکی تشریح کا

(ہاتھہ میں) لیئے ہوئے بیٹھا ہو تو اِس جماعت میں ہر شخص کو یہہ خواہش ہوگی کہ مجھے بھی اسکی خوشبو سونگھنا چاہیئے اور (یاد رکھو کہ) روزہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ الحدیث اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مگر ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ روزہ دار کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اسکو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے انہی الفاظ سے جو اول مذکور ہوئے اور ابن حبان وحاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث پورے الفاظ کے ساتھ نماز میں اوہر اودہر دیکھنے کے باب میں گذر چکی ہے۔

(۳) اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کی سات قسمیں ہیں دو عمل تو استحقاق ثابت کرنے والے ہیں اور دو عمل ایسے ہیں جن کا عوض برابر ہے اور ایک عمل وہ ہے جس کا عوض دس گنا ہے اور
۸ ایک عمل وہ ہے جس کا عوض سات سو گنا ہے اور ایک عمل وہ ہے جسکے ثواب (کی مقدار) کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ خاص اسیکو معبود جانتا ہو کسیکو اسکے ساتھ (عبادت میں) شریک نہ کرتا ہو اسکے لیئے جنت کا استحقاق ثابت ہو گیا اور جو اللہ تعالےٰ سے اِس حالت میں ملے کہ اُس کے ساتھ کسیکو (عبادت میں) شریک سمجھتا ہو اسکے لئے دوزخ کا استحقاق ثابت ہوگیا۔ یہ دو عمل تو استحقاق ثابت کرنے والے ہیں ؎

(بقیہ اللغات صفحہ) الضم الجیم ہو ما یجنبک ای یسترک و یقیک مما تخاف ومعنی الحدیث ان الصوم یستر صاحبہ ویحفظہ من الوقوع فی المعاصی والخلوف بفتح الخاء المعجمۃ وضم اللام ہو تغیر رائحۃ الفم من الصوم ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ترجمہ زائد معلوم ہوا۔ لہذا ہم نے اِس تشریح کو حاشیہ میں جگہ دیدی کیونکہ عوام کو تو اب ترجمہ کے بعد اسکی ضرورت نہ رہی البتہ علماء کو یہ تشریح بہت کام دینے والی ہے اسلئے اسکا بالکل حذف کردینا بھی مناسب معلوم نہوا ۱۲ مترجم

(باقی آیندہ)

اور جو شخص کوئی گناہ کرے اُس کی سزا اس کے برابر ہوگی۔ اور جس شخص نے
نیک کام کا ارادہ کیا مگر ارادہ پر عمل نہیں کیا اسکو ایک نیک عمل کا ثواب
ملے گا (یہ دو عمل وہ ہیں جن کا عوض عمل کے برابر ملتا ہے) اور جو شخص اللہ
کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرے اُس کا ثواب سات سوگنے
تک بڑھتا ہے کہ ایک درہم کے سات سو درہم ملیں گے اور ایک دینار کے
سات سو دینار۔ اور روزہ خدا کے لئے خاص ہے۔ روزہ دار کے
ثواب (کی انتہا) کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اسکو طبرانی
اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور صحیح ابن حبان میں یہ حدیث
حضرت خریم رضہ بن فاتک کی روایت سے اسی کے قریب
ہے مگر اس میں روزہ کا ذکر نہیں۔

(فائدہ) اس فصل کی پہلی حدیث میں جو یہ مضمون آیا ہے کہ روزہ دار
کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس سے ۹
امام شافعی رح نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ روزہ دار کو زوال کے بعد
مسواک نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ بدبو زائل نہ ہو۔ مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث
سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شرعًا اس بدبو کا پیدا کرنا یا زیادہ
کرنا مطلوب ہے بلکہ یہ مضمون ایسا ہے جیسا کہ حدیث میں بیماری
اور بلا اور بھوک کے فضائل وارد ہوئے ہیں یا جہاد میں غبار آلود ہونیکا
مذکور ہے۔ جن کا یہ مطلب نہیں کہ ان فضائل کو سنکر تندرست آدمی بیمار
بننے کی کوشش کیا کرے یا گھر میں فراغت ہوتے ہوئے فاقہ
کیا جائے۔ یا خواہ مخواہ جہاد میں بدن کو بھبوت لپیٹ لیا جائے

۹ اس جواب کی تائید حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی
ہوتی ہے انہوں نے بھی اس حدیث کا بعینہ یہی مطلب بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو
نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص ۴۶۲ ج ۱ ۱۲ مترجم

بلکہ مطلب یہ سمجھو کہ جس شخص پر یہ مصائب واقع ہو جائیں وہ ان فضائل کو سنکر تسلی حاصل کرے اسی طرح چونکہ روزہ میں بہوک پیاس کی وجہ سے بوجہ خلوے معدہ کے ایک خاص قسم کی بد بو پیدا ہوجاتی ہے اور بعض لوگوں کے منہ میں یہ بدبو بہت زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے حدیث میں اس بات پر متنبہ کر دیا گیا کہ اس بدبو سے نفرت نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کی اطاعت کی علامت ہے کہ روزہ دار اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری میں اپنے منہ کے گندہ ہونے کی بہی پروا نہیں کرتا۔ اور اس میں عبدیت وغلامی کی خاص شان ظاہر ہوتی ہے اور عبدیت سے زیادہ خدا تعالےٰ کو کوئی چیز پسندیدہ نہیں اور یہی راز بیماری اور فاقہ اور مصائب کی فضیلت کا ہے کہ ان سے ہی بندہ کے اندر عبدیت کا غلبہ ہوتا ہے اور اسکو اپنا عجز مشاہد ہوجاتا ہے مگر جیسا کہ وہاں یہہ مطلب نہیں کہ آدمی قصداً بیمار رہا کرے۔ اسی طرح یہاں بہی یہ مطلب نہیں کہ قصداً بدبو سے دہن کو بڑھایا جائے۔

دوسرا جواب حنفیہ نے یہہ دیا ہے کہ روزہ میں جو منہ کے اندر بدبو پیدا ہوتی ہے وہ مسواک سے زائل نہیں ہوتی کیونکہ یہہ بدبو تو خلوئے معدہ کی وجہ سے ہے تو جب تک خلوے معدہ رہے گا یہہ بدبو بہی موجود رہے گی۔ خواہ کتنی ہی مسواک کی جائے۔ اس جواب پر بعض علماء شافعیہ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ایک واقعہ سے نقض وارد کیا ہے وہ واقعہ یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جب توراۃ دینے کا وعدہ فرمایا تو آنکو کوہ طور پر ایک مہینہ تک روزہ رکہنے اور اعتکاف کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ موسےٰ علیہ السلام ایک مہینہ تک روزہ رکہتے ہوئے معتکف رہے اور تیسویں دن آپنے اس خیال سے مسواک کرلی کہ آج اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا دن ہے بہتر ہے کہ منہ کو مسواک سے

اف کرلیا جاے اسپر وحی نازل ہوئی کہ اے موسےٰ تم نے یہ کیا کیا تم کو معلوم نہیں
روزہ دار کے منہ کی بدبو ہمارے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے
اور ہم اسی حالت میں آپ سے ہمکلام ہونا چاہتے تھے لہٰذا دس دن
اور روزے رکھو تاکہ یہ بدبو پھر پیدا ہو جائے پس اگر روزہ میں مسواک
کرنا اس بدبو کو زائل نہیں کرتا جو خلوے معدہ کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں تو موسےٰ علیہ السلام کو مسواک کرنے کی وجہ
سے دس دن زائد روزے رکھنے کا کیوں حکم ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ مسواک اس بدبو کو زائل یا کم ضرور کر دیتی ہے۔ اِس کا جواب اولًا تو یہ
ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہم نے جہاں تک تتبع کیا اسکی کوئی سند
صحیح نہیں ملی درمنثور سے صرف اِس قدر معلوم ہوا ہے کہ اسکو دیلمی نے
روایت کیا ہے اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ دیلمی نے اپنی فردوس میں ضعیف
11 بلکہ موضوع احادیث تک روایت کی ہیں اور شاذ و نادر ہی اس میں کوئی روایت
حسن ہوتی ہے اسی لئے علامہ سیوطی نے مقدمہ کنز العمال میں تصریح کی ہے
کہ جس حدیث کو ہم دیلمی کی طرف منسوب کر دیں اس کے ضعیف ہونے کے
لئے یہ نسبت ہی کافی ہے اور ثانیًا جواب یہ ہے کہ اِس حدیث میں حضرت
موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے اور اصولی قاعدہ ہے کہ شریعت
سابقہ کا حدیث و قرآن میں مذکور ہونا اس وقت حجت ہے جبکہ شریعت
محمدیہ میں اس کے خلاف حکم نہ دیا گیا ہو اور یہاں اس مسئلہ میں شریعت
محمدیہ نے اس واقعہ موسویہ کے خلاف حکم دیا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں
حضرت عائشہؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا من خیر خلال الصائم السواک[1] روزہ دار کے لیے ایک بہترین عمل
مسواک کرنا ہے اور گو بیہقی وغیرہ نے اسکی سند میں کچھ کلام کیا ہے مگر انصاف

[1] کیونکہ مجالد بن سعید راوی میں محدثین کو کچھ کلام ہے مگر اس کی حدیث حسن سے کم نہیں۔ ۱۲۔

یہ ہے کہ اسکی سند حسن ہے اور یقیناً دیلمی کی روایت مذکورہ سے یہ حدیث مقدم
ہے کیونکہ اسمیں نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قولی مذکور ہے اور
روایت دیلمی میں صرف شریعت سابقہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے نیز احادیث
صحیحہ میں مسواک کی جسقدر تاکید وارد ہے اُس سے اہل علم ناواقف نہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک
عند کل صلوٰۃ اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خیال نہوتا تو میں اُنکو ہر نماز
کے وقت مسواک کا (وجوبی) حکم دیتا۔ اِس مضمون میں کثرت سے احادیث
وارد ہیں اور کسی میں روزہ کی حالت کو مستثنےٰ نہیں کیا گیا حالانکہ تین نمازیں
روزہ کے اندر بھی آتی ہیں جنمیں سے ظہر وعصر کی نماز زوال کے بعد ہے۔ نیز ایک
حدیث سے جسکی سند حسن ہے ابوداؤد وترمذی نے اُسکو عامر بن ربیعہ سے روایت
کیا ہے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں کثرت
12 سے مسواک کیا کرتے تھے۔ زیلعی علی الہدایہ صفحہ ۲۴۲ ج ۱
(فائدہ) اِس فصل کی تیسری حدیث میں جو حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی
ہے تصریح ہے کہ روزہ کا ثواب بے حساب ہے اُسکی انتہا کو خدا تعالےٰ کے سوا
کوئی نہیں جانتا یہ مضمون حضرت حکیم الامتہ دام مجدہم السامی نے حضرت ابوہریرہ
کی حدیث ۱ سے استنباط کرکے ایک وعظ میں بیان فرمایا تھا الحمد للہ کہ حضرت
کے استنباط کی تائید صریح حدیث سے ہوگئی فللہ درہ من حکیم اور گو یہ حدیث
حافظ منذری کے قاعدہ پر ضعیف ہے مگر جب اسکی تائید احادیث صحیحہ کے
اشارات و دلالات سے ہو رہی ہے تو اصول حدیث کے مطابق اسکو
حسن لغیرہ کہنا بیجا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ مترجم
(**حدیث نمبر ۴**) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک
دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار

ہی داخل ہوں گے ان کے سوا اس دروازہ سے کوئی داخل نہوگا جب روزہ دار داخل ہوجائیں گے تو اسکو بند کردیا جائے گا پھر اس دروازہ سے کوئی داخل نہوگا اسکو امام بخاری اور مسلم اور نسائی و ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے اُن کے الفاظ یہ ہیں کہ جب روزہ دار داخل ہوجائیں گے یہ دروازہ بند کردیا جائے گا اور جو اس میں داخل ہوگا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

ف ریان لغت میں سیراب کو کہتے ہیں اس دروازہ کا نام مبالغۃً ریان رکھدیا گیا کہ جب وہ خود سرسبز و شاداب و سیراب ہے تو جو اسمیں داخل ہوں گے اُن کی شادابی و سیرابی کا کیا کہنا۔ اور روزہ داروں کے لئے اس دروازہ کو مخصوص کردینا ان کی امتیازی شان ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ جتنے لوگ اس سے داخل ہوں گے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ روزہ رکھنے والے تھے اور اسوقت ان لوگوں کو حسرت ہوگی جو روزہ نہ رکھتے تھے کہ اگر ہم بھی روزہ رکھتے تو اس امتیاز سے کامیاب ہوتے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ جنت میں پہونچنے کے بعد پھر کبھی پانی یا دودھ یا شراب نہ پئیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُنکو پیاس کی تکلیف کبھی نہوگی اور اس کے بعد جو کچھ پئیں گے صرف لذت کے لیے پئیں گے۔ پیاس بجھانے کے لیے نہ پئیں گے اور یہ جنت کی خاصیت ہے کہ وہاں کی غذا وغیرہ کی لذت بھوک پیاس لگنے پر موقوف نہیں بلکہ بدون بھوک پیاس کے بھی وہاں کی نعمتوں کی طرف پوری رغبت اور استعمال کے وقت پوری لذت محسوس ہوگی۔ دنیا میں بدون بھوک پیاس کے کھانے پینے کی لذت اس لیے محسوس نہیں ہوتی کہ یہاں قوت ہاضمہ کمزور ہے جنت میں مسلمان کی کوئی قوت کمزور نہوگی بلکہ اعلیٰ درجہ پر ہوگی۔ ۱۳

(**حدیث نمبر ۵**) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاد کیا کرو غنیمت حاصل کرو گے اور روزہ رکھا کرو تندرست ہو جاؤ گے اور (تجارت کے لیے) سفر کیا کرو مالدار ہو جاؤ گے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

ف جہاد سے مسلمانوں کو جسقدر ترقی اور عروج ہوا ہے زمانہ کی نظریں اُسکو نہیں بھولیں مگر جہاد سے یہ مقصود نہیں ہے کہ لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا جائے حاشا وکلا کیونکہ جبر سے جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ منافق ہوں گے اور منافق کی اسلام میں ذرا بھی قدر نہیں بلکہ قرآن نے تو منافقوں کو کفار سے بھی بدتر کہا ہے پھر کون عاقل اسبات کو تسلیم کرے گا کہ قرآن نے منافقوں کی جماعت بڑھانے کے لیے جہاد کا حکم دیا ہے حالانکہ وہ منافقوں کو سب سے بدتر بتلاتا ہے یا خدانخواستہ مسلمانوں نے دیدہ و دانستہ لوگوں پر جبر کرکے برائے نام مسلمان کیا 14 اور منافقوں کی جماعت بڑھائی بلکہ جہاد کا مقصود یہ ہے کہ اسلامی تہذیب اور اسلامی عدل و انصاف تمام عالم میں پھیل جاوے خواہ اس طرح کہ لوگ خوشی سے مسلمان ہو جائیں یا اس طرح کہ لوگ حکومت اسلام کے تابع مطیع ہوکر اپنے بازاروں اور محکموں میں قانون اسلام کو جاری ہو جانے دیں اور کون نہیں جانتا کہ ہر مہذب اور متمدن قوم اس بات کی خواہشمند ہے کہ وحشی لوگوں کو مہذب و متمدن بنایا جائے اور ظلم و جور کو دنیا سے مٹا کر عدل و انصاف و مساوات کو رواج دیا جائے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسلامی تہذیب و تمدن کی نظیر کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اور کوئی قوم مسلمانوں کے سامنے تہذیب و تمدن کے میدان میں نہیں آسکتی۔ آج جتنی قومیں تہذیب و تمدن کی مدعی ہیں وہ اگر بے انصافی سے کام نہ لیں تو ضرور اس امر کا اعتراف کریں گے کہ اُنہوں نے یہ سبق اسلام ہی سے سیکھا ہے گو پورا ابتک نہیں سیکھا

پس اگر اس مقصود کا نام اسلام نے جہاد رکھدیا تو دنیا کے عقلاء اس سے گھبراتے کیوں ہیں اور اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کو کس لئے بدنام کیا جاتا ہے خصوصاً جبکہ اسلام نے جہاد کو مکمل قانون کی صورت میں ایسی قیود و شرائط کے ساتھ مقید و مشروط کردیا ہے جن کی بنا پر نہ ہر وقت جہاد ہو سکتا ہے نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے نہ ہر کس و ناکس کے کہنے سے ہو سکتا ہے۔

رہا یہ کہ اگر جہاد سے صرف تہذیب و تمدن اسلامی کا پھیلانا مقصود ہے پھر اس کے کیا معنے کہ جہاد کرو۔ تم کو غنیمت حاصل ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ وحشی قومیں اسلامی تمدن و تہذیب کو خوشی سے اپنے اندر رواج نہ دیں گی بلکہ برسر مقابلہ ہوں گی اور اس صورت میں مسلمانوں کو جہاد سے وہی مفاد ہوگا جو فاتح کو مفتوح سے ہوا کرتا ہے اور جو لوگ خوشی سے صلح و آشتی کے ساتھ اسلام کی رعایا بننا گوارا کرلیں گے (گو اپنے قدیم مذہب پر ہی قائم رہیں) اُن ۱۵
سے بھی مسلمانوں کو بہت کچھ دنیوی مفاد حاصل ہوگا۔ کیونکہ وہاں مسلمانوں کی چھاؤنی رہے گی اُس کا خرچ اُسی ملک کے ذمہ ہوگا اسلامی عدالتیں قایم ہوں گی۔ مسلمانوں کو اپنے ملک سے باہر دوسرے ممالک میں حکومت کے عہدے ملیں گے اور دوسرے ملک سے اُنکو تنخواہیں حاصل ہونگی یہ وہ دنیوی نفع ہے جو جہاد سے مسلمانوں کو حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی لازوال دولت اِس کے علاوہ ہے جس کے حصول کا بڑا ذریعہ محض جہاد ہی ہے۔

اور روزہ سے تندرستی کا حاصل ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے ہر شخص تجربہ کر کے دیکھ لے کہ جب اُس کی طبیعت پر مرض کے آثار ظاہر ہوں دو تین دن روزہ رکھ لیا کرے انشاء اللہ مرض اِس سے دور بھاگ جائے گا جو امراض معدہ کی خرابی سے ہوں۔ اور اکثر امراض ایسے ہی ہیں اُن کا

بہترین علاج روزہ ہے۔

اس کے بعد حدیث میں سفر کی ترغیب دیگئی ہے کہ سفر کیا کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ اس جملہ میں وہ لوگ غور کریں جو شریعت و علماء شریعت کو بدنام کرتے ہیں کہ یہ افلاس و فقر کا سبق پڑھاتے ہیں اور ترقی دنیوی سے روکتے ہیں وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کس طرح صیغہ امر کے ساتھ سفر تجارت کا حکم فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں کو استغناء حاصل ہو اور فقر و افلاس زائل ہو اور اس سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے فقر و افلاس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے جہاد اور تجارت میں محنت و مشقت سے کام لینا چھوڑ دیا ہے عیش پرست اور کاہل و سست ہو گئے۔

صاحبو! شریعت یا علماء شریعت ترقی دنیوی سے ہرگز نہیں روکتے وہ تو صرف اس بات سے روکتے ہیں کہ تم مال کی محبت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو خدا تعالیٰ کو راضی رکھ کر پھر جتنی چاہو ترقی کرو۔ تم کو کون روکنے والا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً ۱۶
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ مال کو ہاتھ میں رکھو دل میں نہ رکھو کہ دل تجلی حق کی منزل ہے وہاں غیر حق کے سوا کچھ نہ ہونا چاہیئے مولانا فرماتے ہیں ؎

آب در کشتی ہلاک کشتی ست ۔۔۔ آب گر در زیر کشتی پشتی ست
مال را گر بہر دین باشی حمول ۔۔۔ نعم مالٌ صالحٌ گفتہ رسول ۱۲ مترجم

(۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے) ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے اسکو احمد نے اسناد حسن سے اور بیہقی نے روایت کیا ہے

(۱۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعہ بندہ (دوزخ کی) آگ سے بچ جاتا ہے اسکو بھی امام احمد نے اسناد حسن سے اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۶ آپ فرما دیجئے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے ایجاد کی ہے اور طیبات رزق کو کس نے حرام کر دیا۔ آپ کہہ دیجئے یہ سب اس طور پر کہ قیامت میں بھی (کدورت سے) پاک رہیں صرف اہل ایمان ہی کے لئے ہیں ۱۲

(باقی آئندہ)

(نمبر ۸) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ روزہ (جہنم کی) آگ سے (بچنے کیلیے) ایسی ڈھال ہے جیسے لڑائی کے (حملہ سے بچنے کے) لیئے تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے اور ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا اچھا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

(نمبر ۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کیا میں تمکو خیر کے دروازے نہ بتلاؤں (جن سے تمکو خیر حاصل ہو) میں نے کہا یارسول اللہ ضرور بتلایئے۔ فرمایا (سنو!) روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ (کی سوزش) کو ایسا بجھاتا ہے جیسا پانی آگ کو بجھاتا ہے اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور اسکو صحیح بتلایا ہے اور پوری حدیث انشاء اللہ خاموشی (کی فضیلت) کے باب میں آوے گی اور کعب بن عجرہ وغیرہ کی روایت اسی مضمون میں پہلے گذر چکی ہے۔ ۱۷

(نمبر ۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے اسکو کہانے سے اور خواہش نفس (پورا کرنے) سے روکا تہا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسکو رات میں (زیادہ) سونے سے روکا تہا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہر دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے اور اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع وغیرہ میں سند حسن سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو روایت کرکے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

ف اِس حدیث میں روزہ اور قرآن دونوں کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے جو اسکی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن کو روزہ سے خاص تعلق ہے اور روزہ کو قرآن سے

اسکے ساتھ جب نسائی کی یہ حدیث ملالی جائے ان اللہ فرض علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ وسندہ صحیح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے تمھاری لیے رمضان کا قیام (یعنی اُسکی راتوں میں نماز پڑھنا جس کا نام تراویح ہے) مسنون کیا ہے تو اس سے روزہ اور قرآن کا خاص تعلق اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن سے مراد پورا قرآن ہے تو ان حدیثوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ رمضان کے قیام (یعنی تراویح) میں قرآن کا ختم کرنا سنت ہے خصوصًا جبکہ اسکی ساتھ صحابہ کے یہ آثار بھی ملائے جائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سب لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے میں چاہتا ہوں کہ تم سب کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھا دیا کرو۔ نیز حضرت عمر رضہ نے تین قاریوں کو بلایا اُن میں جو سب سے تیز پڑھنے والا تھا اُسکو ہر رکعت میں تیس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا اور متوسط پڑھنے والیکو بیس آیتیں اور بہت ٹھیر کر پڑھنے والے کو دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا ان روایات کی سند حسن ہے جیساکہ اعلاء السنن میں تفصیل کے ساتھ ہم نے بیان کیا ہے۔ 18

اور ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ میں سے کوئی قدر قلیل قرآن کے حفظ سے عاجز نہ تھا بلکہ کچھہ نہ کچھہ سورتیں سب کو حفظ تھیں پس حضرت عمر رضہ کے اِس ارشاد کا کہ سب لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے اِس کے سوا کچھہ مطلب نہیں کہ سب لوگ پورا قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ رمضان کی راتوں میں کم از کم ایک ختم ضرور ہوجانا چاہیئے اسکی تائید حضرت عمر رضہ کے دوسرے اثر سے ہوتی ہے کہ آپنے سب سے ٹھہر کر پڑھنے والے کو دس دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا اور اِس طریقہ سے ایک ہی ختم ہوتا زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام رمضان کی راتوں میں مصحف سے اُنکو نماز پڑھاتا تھا اور زہری رح فرماتے ہیں کہ رمضان کی راتوں میں بہت سے اہل علم وصلاح مصحف سے امامت کرتے تھے (جس کا مطلب حنابلہ وشافعیہ نے تو یہ سمجھا ہے کہ یہ لوگ تراویح میں مصحف کو سامنے رکھہ لیتے اور دیکھ دیکھ کر قرآن پڑھتے تھے مگر حنفیہ نے اِس مطلب کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اُن کے نزدیک مطلب یہ ہے

کہ تراویح کے درمیان جلسہ استراحت میں بار بار مصحف کو دیکھ لیا کرتے تھے تاکہ نماز میں بھول نہو تشابہ نہ لگے۔ جیساکہ اب بھی وہ حفاظ جن کے پیچھے کوئی سامع حافظ نہیں ہوتا تراویح سے پہلے اور درمیان میں سلام پھیر کر بار بار قرآن کو دیکھ لیتے ہیں بہرحال کچھ ہی مطلب ہو) اس سے حضرات صحابہ و تابعین کا اہتمام ختم قرآن کے متعلق ظاہر ہے کہ تراویح رمضان میں وہ قرآن ختم کرنے کا بہت اہتمام کرتے تھے ورنہ مصحف سے امامت کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ صرف وہی سورتیں پڑھا کرتے جو خوب یاد تھیں جن کے لئے مصحف دیکھنے کی ضرورت ہی نتھی ان سب دلائل سے معلوم ہوگیا کہ رمضان میں تراویح کے اندر ایک بار ختم قرآن سنت ہے۔ اور گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً عملی طور سے تراویح میں ختم قرآن ثابت نہیں مگر آپ نے قولاً اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جیساکہ اوپر ہم بیان کر چکے اور صحابہ نے حضور کے اشارہ کو سمجھکر عملاً اس کا پورا اہتمام کیا۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اعلاء السنن میں قابل دید ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ قرآن کا محفوظ رکھنا تمام مسلمانوں پر 19
فرض کفایہ ہے اور تجربہ یہ ہے کہ بدون تراویح میں قرآن سنائے قرآن پوری طرح محفوظ نہیں ہوتا چنانچہ اس لیے مسلمانوں کے جن فرقوں میں تراویح کا اہتمام نہیں ہے انہیں حفاظ پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر شاذ و نادر کوئی ہوجاتا ہے تو چند روز میں بھول جاتا ہے اس لئے اگر کوئی دلیل بھی سنت ختم قرآن کی نہوتی تو یہی تجربہ اسکی ضرورت کے لیے کافی دلیل ہے۔

پس اس سنت میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے مسلمانوں کو تراویح میں قرآن سننے اور سنانے کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ قرآن ان کی شفاعت کرے کہ اے خدا میں نے ان کو رمضان کی راتوں میں بہت جگایا تھا میری شفاعت ان کے حق میں قبول فرما۔ اور اسکی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ مسلمان اپنے بچوں کو کثرت سے حافظ بنائیں حفظ قرآن کو اچھی طرح رواج دیں افسوس اسکی طرف توجہ بہت کم ہوگئی ہے لوگوں نے اس سے توجہ ہٹالی ہے جبھی تو آسمانی رحمتوں کا سایہ بھی ہمارے سر سے اٹھتا جاتا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو! تمہاری بقا قرآن کی بقا کے ساتھ وابستہ ہے اگر خدانخواستہ قرآن تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تمہاری ہستی بھی دنیا میں نہیں رہ سکتی ۱۲ مترجم

نمبر ۱۱ سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ایک دن بھی روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اوسکو جہنم سے اتنا دور کر دیں گے جتنی دور کوے کا وہ بچہ پہونچتا ہے جو پر لگتے ہی اُڑنا شروع کرے اور اپنے بڑھاپے تک اڑتا رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں مر جائے (اب قیاس کر لو کہ اس مدت میں کتنی دور دراز کی مسافت طے کرے گا سو اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت سے مسلمان کو جہنم سے اتنا ہی دور کر دیں گے ۱۲)

اسکو ابو یعلیٰ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ مگر راوی کا نام سلامۃ (بن قیصر الف کے ساتھ) بیان کیا ہے اور اسکی سند میں
۲۰ عبداللہ بن لہیعہ ہیں (جنمیں بعض محدثین کو کلام ہے مگر احمد بن حنبل نے اُن کو ثقہ کہا ہے) اور احمد و بزار نے اسکو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انکی سند میں ایک راوی کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔

(**نمبر ۱۲**) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص ایک روزہ نفل رکھے پھر اسکو (دنیا میں) زمین کی بھر سونا دیا جائے تو جب بھی اس کے روزہ کا ثواب قیامت کے دن سے پہلے پورا نہو۔ اسکو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور بجز لیث بن ابی سلیم کے اس کے سب راوی ثقہ ہیں (اور لیث بن ابی سلیم کو بھی بہت لوگوں نے ثقہ کہا ہے مسلم نے اپنی صحیح میں اِن سے روایت کی ہے اور بخاری نے تائید کے درجہ میں ان کی روایات کو اپنی صحیح میں داخل کیا ہے۔ پس یہ حدیث حسن ہے)

ف جب نفل روزہ کا ثواب بھی زمین بھر سونے سے پورا نہیں ہو سکتا فرض روزہ کا ثواب کس قدر ہو گا اسکو خود سمجھ لیا جائے کیونکہ فرض کا د

نفل سے بہت بڑا ہے ۱۲ مترجم۔

(نمبر ۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ کا افسر بناکر براہ سمندر روانہ کیا تھا چنانچہ وہ اندھیری رات میں (کشتی کا) بادبان اٹھائے جارہے تھے کہ اوپر سے ایک ہاتف نے اُنکو آواز دی کہ اے کشتی والو ذرا ٹھہر دمیں تمکو ایک فیصلہ کی خبر دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کرلیا ہے ابو موسیٰ اشعری نے جواب دیا کہ ہاں ہاں بتلاؤ اگر تم بتلاسکتے ہو۔ ہاتف نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے اپنے کو گرمی کے دن میں پیاسا رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اوس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں) سیراب کرے گا۔ (اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور اسکی سند انشاء اللہ حسن ہے اور ابن ابی الدنیا نے بھی بواسطہ لقیط کے ابو بردہ سے ابو موسے اشعری سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ یہ بات لازم کی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے واسطے گرمی کے دن میں پیاسا رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اُس کا یہ حق ہے کہ قیامت کے دن اُسکو سیراب کرے ابو بردہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابو موسیٰ گرمی کے ایسے سخت دنوں کی تلاش میں رہتے جن میں گرمی اور پیاس سے انسان کی کھال اتری جاتی تھی۔ اور وہ اُن دنوں میں روزہ رکھتے۔ 21

(نمبر ۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرویؔ[ملا] ہے کہ رسول اللہ

ملا حافظ منذری رحمۃ اللہ کی عادت ہے کہ ضعیف حدیث کو روی عن فلان سے شروع کرتے ہیں اور حسن یا صحیح کو عن فلان سے ہمنے ترجمہ میں اس اصطلاح کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ رُوی عن فلان کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ فلان صحابی سے مروی ہے۔ اور عن فلان کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ فلاں صحابی سے روایت ہے پس ترجمہ میں جہاں لفظ مروی آئے سمجھ لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جہاں لفظ روایت آئے اُسکو صحیح یا حسن سمجھا جائے ۱۲ مترجم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے (یعنی صبر کا آدھا حصہ روزہ میں ہے) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۱۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایکدن) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ کا سہارا دیکر بٹھلایا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص (کلمہ) لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے اور روزہ ہی (کی حالت) میں اس کا خاتمہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لئے کچھ صدقہ کرے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اسکو امام احمد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کچھ نقص نہیں اور اصبہانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے حذیفہ جس شخص کا خاتمہ روزہ کے اوپر ہو جس سے اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ کیا ہو اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ۲۲

(ف) مطلب حدیث کا واللہ اعلم یہ ہے کہ جس کا خاتمہ ان اعمال کے اوپر ہو وہ جنتی ہے پس مسلمان کو چاہیے کہ جبکہ ان اسکو اپنی موت کا خطرہ غالب ہو اسوقت روزہ کی نیت کرے اور کچھ صدقہ خیرات بھی کرے اور لا الہ الا اللہ کی کثرت کرے تاکہ ان اعمال پر خاتمہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق جنتی ہوجائے اور اللہ اور اوس کے رسول سے زیادہ کسی کا وعدہ سچا نہیں ۱۲ مترجم

(نمبر ۱۶) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتلائیے حضور نے فرمایا کہ روزہ کنا اختیار کرو کیونکہ اسکے برابر کوئی عمل نہیں میں نے (پھر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی (اور) عمل (بھی) بتلائیے فرمایا روزہ کی پابندی کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں میں نے (پھر) عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کوئی (اور) عمل (بھی) بتلائیے فرمایا روزہ کی عادت کرلو اس کے مثل کوئی عمل نہیں ہے اسکو نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسطرح مکرر کیساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو بغیر تکرار کے روایت کیا اور حدیث کو صحیح بتلایا ہے

اور نسائی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجکو نفع دیں حضور نے فرمایا کہ روزہ رکھنا اختیار کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کے ضمن میں ان لفظوں سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل تبلائیے جس سے میں جنت میں پہونچ جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ اسکی مثل کوئی عمل نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ کے گھر میں دن کو کبھی دھواں نظر نہ آتا تہا سوا اس دن کے جس میں ان کے گھر کوئی مہمان آیا ہو (تو مہمان کی خاطر سے دن کو کہانا پکایا جاتا اور آگ جلائی جاتی تہی ۱۲)

ف علماء امت کا اسپر اتفاق ہے کہ ایمان کے بعد نماز تمام اعمال سے افضل ہے اور اس کے دلائل نماز کے بیان میں گذر ہی چکے ہیں پس یہاں جو روزہ کے متعلق ارشاد ہے کہ اسکی برابر اور اس جیسا کوئی عمل نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض حیثیتوں میں روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں مثلاً یہ کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتا اسمیں اخلاص آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ روزہ کی کوئی خاص ہیئت نہیں جس سے دوسروں کو اسکی اطلاع ہو سکے اور لبوں کی خشکی یا ضعف بدن سے بہت سے بہت اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ آج اس کا فاقہ ہے روزہ سے ہونا بدون تبلائے کسیکو معلوم نہیں ہو سکتا بخلاف دوسرے اعمال کے کہ ان کا مخفی رہنا دشوار ہے کیونکہ ہر عمل کی ایک خاص ہیئت ہے جس سے اس کا ظہور ہوجاتا ہے۔ ۲۳

اور خاص کسی حیثیت سے کسی عمل کا افضل اور بیمثل ہونا اسکو مستلزم نہیں کہ وہ ہر حیثیت سے افضل ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب کی حالت کے مناسب اسکو کوئی خاص عمل تبلایا کرتے تہے چونکہ اس کے لیے وہی عمل مناسب ہوتا۔ اسلئے اس کے حق میں اسکی برابر دوسرا عمل مفید نہ ہوتا تہا پس اس صورت میں

مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے واسطے اس سے بہتر اور اسکی برابر کوئی عمل نہیں گو فی نفسہ دوسرے اعمال اس سے افضل ہوں اسکی ایسی مثال ہے جیسے حکیم کسی مریض سے یوں کہے کہ مونگ کی کھچڑی سے بہتر کوئی غذا نہیں اس کا مطلب سب یہی سمجھیں گے کہ اس مریض کے لئے اس سے بہتر کوئی غذا نہیں اسیطرح یہاں سمجھو ۱۲ - مترجم

(نمبر ۱۷) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اسکو (جہنم کی) آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دور کر دیں گے اسکو بخاری ومسلم اور ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۱۸) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اسکے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق (کی آڑ اتنی بڑی) بنا دیں گے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے اسکو طبرانی نے اوسط وصغیر میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔ 24

(نمبر ۱۹) عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھے دوزخ اس سے سو سال کی مسافت پر دور ہو جائے گی۔ اسکو طبرانی نے کبیر واوسط میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کچھ نقص نہیں۔

(نمبر ۲۰) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں رمضان کے علاوہ ایک دن کا روزہ رکھے وہ دوزخ سے بقدر سو سال کی مسافت کے دور ہو جائے گا شائستہ تیز رفتار گھوڑے کی چال سے اسکو ابو یعلیٰ نے زبان بن فائد کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو اس دن کی برکت سے بقدر ستر سال کی مسافت کے جہنم سے (دور) ہٹا دیگا

(باقی آئندہ)

اسکو نسائی نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ابن لہیعہ کی روایت سے اسکی تخریج کی ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عبد العزیز لیثی کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور باقی اسناد کے راوی سب ثقہ ہیں

(نمبر ۲۲) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک (اتنی بڑی) خندق (کی آڑ) کر دیں گے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے اسکو ترمذی نے ولید بن جمیل کی روایت سے قاسم بن عبد الرحمن سے حضرت ابو امامہ رض سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے چہرے کو دوزخ سے سو سال کی مسافت پر دور کر دیں گے تیز رفتار شائستہ گھوڑے کی چال سے

۲۵ (حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) علماء کی بہت سی جماعتیں اس طرف گئی ہیں کہ یہ احادیث جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت میں ہیں اور ترمذی وغیرہ نے اسی مضمون کا باب مقرر (کرکے ان احادیث کو بیان) کیا ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو روزہ خالص لوجہ اللہ ہو وہ اللہ ہی کے رستہ میں ہے (پس جو روزہ اخلاص کے ساتھ ہو اس کا وہی ثواب ہے جو ان احادیث میں مذکور ہے خواہ جہاد میں ہو یا نہ ہو) اور جہاد میں روزہ رکھنے کا بیان جہاد کے باب میں انشاء اللہ آنے گا

فصل (نمبر ۲۳) عبد اللہ یعنی ابن ابی ملیکہ عبد اللہ یعنی ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو کو افطار کے وقت اس طرح دعا کرتے سنا ہے اللّٰھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شئ ان تغفرلی اور ایک روایت میں ذنوبی بھی زیادہ کیا ہے

عہ ترجمہ اے اللہ میں آپکی اس رحمت کے صدقہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجیے اور میرے گناہ بخش دیجیے

اسکو بیہقی نے اسحٰق بن عبید اللہ کے واسطہ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے اور یہ اسحٰق مدینہ کے رہنے والے ہیں جو معروف ومشہور نہیں ہیں۔

(نمبر ۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار جبکہ افطار کرے دوسرے عادل امام تیسرے مظلوم کی دعا کہ اسکو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اوٹھا لیتے ہیں اور اسکے لیئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکو سنکر فرماتے ہیں کہ قسم میری عزت وجلال کی میں تیری ضرور مدد کروں گا گو کچھ دیر ہی کے بعد ہی اسکو امام احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کرکے اس کی تحسین کی ہے اور یہ الفاظ ترمذی ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے یہانتک کہ افطار کرے۔ اور بزار نے اسکو مختصراً ان لفظوں سے روایت
۲۶ کیا ہے کہ تین شخصوں کا خدا کے ذمہ حق ہے کہ ان کی دعا رد نہیں ہوگی۔ روزہ دار کی دعا جبتک افطار نہ کرے اور مظلوم کی دعا جبتک انتقام نہ لے اور مسافر کی دعا جبتک (وطن میں) واپس نہ آئے۔ **ف** خلاصہ یہ کہ احادیث میں روزہ دار کی دعا کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک حین یفطر دوسری حتی یفطر اول کا حاصل یہ ہے کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ جب تک روزہ ختم نہو اسوقت تک قبول ہوتی ہے یعنی افطار سے پہلے پہلے پس روزہ دار کو روزہ میں بھی دعا کرنا چاہیئے۔ اور افطار کے وقت بھی ۱۲ مترجم

رمضان کے روزہ کی ترغیب جبکہ ثواب سمجھکر رکھا جاوے اور رمضان کی راتوں میں خصوصاً شب قدر میں نماز پڑھنے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان

(نمبر ۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی طلب کے لیے نماز پڑھے اُس کے گذشتہ گناہ بخشدیے جاتے ہیں اور جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ طلب ثواب[1] کے لیے رکھے اُس کے بھی گذشتہ گناہ معاف کر دئیے جاتے ہیں اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور نسائی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُس کے آیندہ گناہ بھی بخشدیئے جاتے ہیں حافظ (منذری) فرماتے ہیں کہ اس زیادت کو تنہا قتیبہ بن سعید نے سفیان (ثوری) سے روایت کیا ہے اور قتیبہ ثقہ ہیں (روایت میں) بہت پختہ ہیں اور اسکی سند صحیح (بخاری) کی شرط کے موافق ہے اور احمد نے روزہ کے ساتھ اس زیادت کو سند حسن سے روایت کیا ہے مگر حماد (راوی) نے اس کے متصل یا مرسل ہونے میں شک کیا ہے

ف علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لیے روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور رسول کو سچا سمجھکر اس کا ارادہ کرے (یہ نہیں کہ محض مسلمانوں کی دیکھا دیکھی رسم و رواج کے طور پر روزہ و تراویح میں شریک ہو) 27
نیز روزہ اور تراویح سے اس کا دل خوش ہو کسی قسم کی ناگواری نہو روزہ سے اسپر گرانی نہو اور دن کے لمبا ہونے سے گھبرائے نہیں بلکہ دن کے بڑا ہونیکو غنیمت سمجھے کہ جسقدر دن بڑا ہوگا اسیقدر ثواب زیادہ ہوگا ۱۲ منہ

(نمبر ۲) حضرت ابوہریرہ رضہ ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے اور سختی کے ساتھ حکم نہیں فرماتے تھے پھر ارشاد فرماتے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے

ف علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ رمضان کی راتوں میں جس نماز کی حضور نے ترغیب دی ہے اُس سے مراد تراویح ہے قال العینی فی شرح البخاری قد اجمع العلماء

---

[1] قال البغوی قوله احتسابا ای طلبا لوجه الله تعالیٰ وثواب یقال فلان یحتسب الاخبار ویتحسبها ای یتطلبها ۱۲ منہ

علی ان المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح ۱۲ اور فقہار نے حضور کی ترغیب اور حضرات صحابہ کے اہتمام پر نظر کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ اسکی پابندی کرے ہاں یہ نماز واجب نہیں کیونکہ حضور نے سختی کے ساتھ اِس کا حکم نہیں دیا۔

(**نمبر ۳**) حضرۃ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اُن کی حدود (و آداب) کو (اچھی طرح) پہچان لیا (یعنی حدود و آداب کی رعایت کی) اور اُن سب باتوں کی نگہداشت کی جنکی نگہداشت اسکو مناسب ہے تو (رمضان کا روزہ) اُس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے

(**نمبر ۴**) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص مکہ میں رمضان کا مہینہ پائے اور اُس کے روزے رکھے اور جسقدر توفیق ہو اسکی راتوں میں نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ۲۸
(نامۂ اعمال میں) ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھیں گے جو مکہ سے باہر پاتا اور اُس کے لیے ہر دن میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک گھوڑے پر اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) سوار کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک نیکی اور ہر رات میں ایک نیکی (کا ثواب اِس کے علاوہ) لکھیں گے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے مگر اسوقت اس کی سند میرے ذہن میں حاضر نہیں۔

(**نمبر ۵**) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے لیے مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ روزہ افطار کرنے تک۔ اور اللہ تعالیٰ (رمضان میں) ہر دن جنت کو آراستہ کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے عنقریب مصیبت (کے دنوں) کو ختم کرکے تیرے اندر پہونچیں گے

اور رمضان میں سخت مفسد شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں چنانچہ رمضان میں انکو (آدمیوں پر) وہ قابو نہیں ملتا جو غیر رمضان کے سوا دوسرے زمانہ میں ملتا ہے۔ اور رمضان کی اخیر رات میں مسلمانوں کی مغفرت (پوری طرح) ہو جاتی ہے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں۔ بلکہ (رمضان کی اخیر رات ہے کیونکہ) مزدور کو پوری مزدوری اسیوقت دیجاتی ہے جبکہ وہ کام کو ختم کر دے اسکو احمد و بزار و بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابو الشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں اسکو روایت کیا ہے۔ مگر انکی روایت میں مچھلیوں کے بجائے فرشتوں کا ذکر ہے کہ ملائکہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(نمبر ۶) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو کسی نبی (کی امت) کو نہیں دی گئیں ایک بات تو یہ ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر نظر (رحمت) فرماتے ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ کی ۲۹ نظر ہو جائے اسکو کبھی عذاب نہ دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ شام کے وقت (جو) ان کے منہ کی بدبو (زیادہ ہوتی) ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے (کیونکہ اس سے عبدیت اور بندگی ٹپکتی ہے اور عبدیت سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی چیز محبوب نہیں) اور تیسری بات یہ ہے کہ فرشتے انکے لیے رات دن استغفار کرتے ہیں اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتے ہیں کہ تیار ہو جا میرے بندوں کے لیے بن سنور جا۔ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی تعب (و مشقت) سے نکل کر میرے اس گھر میں اور عزت کی جگہ میں راحت حاصل کریں گے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب رمضان کی اخیر شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں جماعت (صحابہ) میں سے ایک شخص نے عرض کیا (یارسول اللہ) کیا وہی شب قدر ہے حضور نے فرمایا نہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مزدور کام کرتے رہتے ہیں پھر جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں اس وقت ان کی مزدوری پوری دیدی جاتی ہے اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند

متقارب ہیں (یعنی حسن کے قریب ہیں) جو پہلی حدیث کی سند سے بہتر ہے۔

ف حدیث (نمبر ۵) سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ رمضان میں شیاطین کو بنی آدم پر وہ قابو حاصل نہیں ہوتا جو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہوتا ہے جس سے مفہوم ہوا کہ تھوڑا بہت قابو رمضان میں بھی باقی رہتا ہے پس یہ شبہ جاتا رہا کہ شیاطین قید ہوجاتے ہیں تو پھر رمضان میں گناہ کیونکر صادر ہوتے ہیں اور یہ بات مشاہد ہے کہ مسلمانوں سے رمضان میں بہ نسبت دوسرے مہینوں کے گناہ بہت کم صادر ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ جب شیاطین قید ہوگئے تو پھر وہ آدمیوں کو کس طرح بہکاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دور سے بذریعہ توجہ کے تصرف کرتے ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ کہاں معلوم ہوا ہے کہ سب شیاطین قید ہوجاتے ہیں بلکہ سخت مفسد شیاطین قید ہوتے ہیں اور اون کی ذریات بدستور آزاد رہتی ہیں وہی تھوڑا بہت کام کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بعض گناہ خود انسان کا نفس بھی کراتا ہے اسلئے
سب شیاطین بھی قید ہوجائیں جب بھی کوئی اشکال نتھا۔ ۱۲۔ مترجم ۳۰

(نمبر ۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ (وقت کی) نمازیں (ہر ایک نماز دوسری نماز کے آنے تک) اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک بیچ کے سب گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کیا جائے (یعنی کبائر کے لئے یہ چیزیں کفارہ نہیں ان کا کفارہ توبہ ہی ہے جو قاعدہ کے موافق ہو ہاں یہ امور صغائر کے لئے کفارہ ہوجاتے ہیں ۱۲ مترجم) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حافظ (منذری رح) فرماتے ہیں کہ کتاب الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ میں بھی بہت سی حدیثیں روزہ کی فضیلت میں گذر چکی ہیں ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے کیونکہ انکی مقدار زیادہ ہے جسکو ان کے معلوم کرنے کا شوق ہو وہ مناسب مواقع میں ان کو تلاش کرے۔

(نمبر ۸) حضرت کعب بن عجرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار صحابہ سے) فرمایا کہ منبر کے پاس حاضر ہوجاؤ تو ہم سب حاضر ہوگئے پھر

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے) جب آپ نے پہلی سیڑہی پر قدم رکھا تو آمین کہی اس کے بعد دوسری سیڑہی پر قدم رکھا تو (اسپر بھی) آمین کہی پہر تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو (اسوقت بھی) آمین کہی جب (خطبہ کے بعد) آپ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سُنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی آپنے جواب دیا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے (اور جب میں نے منبر کی ایک سیڑہی پر قدم رکھا) تو انہوں نے کہا لعنت ہے اس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پایا پہر بھی اسکی مغفرت نہوئی میں نے کہا آمین۔ پہر میں نے دوسری سیڑہی پر قدم رکھا تو کہا لعنت ہے اس شخص پر جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا پہر بھی اس نے آپ پر درود نہ بھیجا۔ میں نے کہا آمین۔ پہر میں تیسری سیڑہی پر پہونچا تو انہوں نے کہا لعنت ہے اس شخص پر جس کے باپ ماں دونوں یا انمیں سے ایک اسکے سامنے بڑھاپے کو پہونچے پہر بھی انہوں نے اسکو (بوجہ اسکی خدمت و اطاعت کے) جنت میں داخل نہ کرایا میں نے کہا آمین اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا اسکی سند صحیح ہے **ف** ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا رد نہیں ہوسکتی خصوصاً وہ بد دعا جس میں جبریل علیہ السلام بھی بحکم خداوندی شریک ہوں پس ان تینوں باتوں سے بہت اہتمام کیسا تہ بچنا چاہیئے اور رمضان میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی کوشش کرنا چاہیئے جسکی صورت یہی ہے کہ رمضان کے روزے رکھے جائیں اور دوسرے دنوں سے زیادہ اعمال صالحہ میں ترقی کی جائے ۳۱
اور روزانہ افطار و سحر کے وقت توبہ واستغفار کیا جائے تراویح کا خاص اہتمام کیا جائے اور والدین کی خدمت و اطاعت میں کمی نہ کرنا چاہیئے۔ اسیطرح سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنکر درود شریف پڑہنا چاہیئے مختصر درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تہی کہ آپ تو دشمنوں کے لئے بھی دعا ہی فرماتے تھے بد دعا نفرماتے تھے لیکن ان تین شخصوں پر آپنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بد دعا فرمائی ہے پس یہ بد دعا ہلکی نہیں بہت سخت ہے۔

مسلمانوں کو اس سے بہت ڈرنا چاہیئے کہ یہ خالی نہیں جا سکتی اللهم اعذنا من شر نقمك واسبغ علينا من نعمك ۱۲ مترجم

(نمبر ۹) حسن بن مالک بن الحویرث نے بھی اپنے باپ سے اپنے دادا سے (جو صحابی ہیں) اسی کے قریب روایت کی ہے جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان دونوں نے اپنے صحیح ہیں۔

(نمبر ۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑہے تو آپ نے (تین دفعہ) آمین آمین آمین کہا صحابہ نے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور یوں کہا کہ جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اُس کی مغفرت نہوئی اور جہنم میں داخل ہوا خدا اُسپر لعنت کرے آپ بھی آمین کہیئے تو میں نے کہا آمین۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

۳۲ (نمبر ۱۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے آسمان کے سب دروازے کھولدیئے جاتے ہیں پھر رمضان کی اخیر رات تک اُنمیں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور جو مؤمن بھی رمضان کی کسی رات میں نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے ہر سجدہ کے بدلہ میں ایک ہزار پانسو نیکیاں لکھیں گے اور جنت میں اُس کے لئے سُرخ یاقوت کا ایک گھر بنائیں گے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر ایک (عالی شان) محل ہوگا جو یاقوت سرخ سے مزین (و آراستہ) ہوگا۔ اور جب مسلمان رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اُس کے پچھلے سب گناہ اس دن تک معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دن صبح سے آفتاب غروب ہوتے تک ستر ہزار

ــــہ قلت هكذا في الاصل عن ابيه عن جده وظني ان لفظة عن جده من زيادة الكاتب فان مالك بن الحويرث ابو الحسن هو الصحابي ولم اجد من اثبت الصحبة للحويرث والله اعلم ۱۲

(باقی آئندہ)

فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ہر سجدہ کے بدلہ میں جو رمضان میں کیا جائے ایک درخت اسکو ملے گا جس کے سایہ میں سوار آدمی پانچسو برس تک چلتا رہے گا اسکو بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ احادیث مشہورہ سے ہم کو ایسی باتیں پہونچی ہیں جو اس مضمون پر یا اس کے بعض معانی پر دلالت کرتی ہیں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

(۱۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے اخیر دن میں ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! ایک بڑا مبارک مہینہ تمہارے سر پر آ گیا ہے اس مہینہ میں ایک خاص رات (کی عبادت) ہزار راتوں (کی عبادت) سے افضل ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے (اندر روزہ رکھنا) فرض کیا ہے اور اسکی راتوں میں قیام کرنا (مراد تراویح ہے) ثواب کا کام ٹھہرایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کرے وہ اس شخص کے برابر ہے جو رمضان کے سوا (دوسرے مہینوں) میں فرض ادا کرے
اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے وہ اس کے برابر ہے جو رمضان کے سوا (دوسرے ۳۷
مہینوں) میں ستر فرض ادا کرے۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ ہمدردی کا ہے۔ اس مہینہ میں مؤمن کے رزق میں ترقی دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرا دے تو یہ اوس کے گناہوں کی مغفرت (کا سبب) ہے۔ اور اسکی گردن کو جہنم سے آزاد کراتا ہے اور افطار کرانیوالے کو بھی روزہ دار کی برابر ثواب ملیگا مگر اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ کیجائے گی (بلکہ روزہ دار کو بھی پورا ثواب ملے گا اور اسکو بھی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں پاتا کہ روزہ دار کو افطار کرا دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی عطا فرماتے ہیں جو ایک چھوارہ یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے کسی کا روزہ افطار کرا دے (پیٹ بھرنے پر یہ ثواب موقوف نہیں اور ظاہر ہے کہ اتنی وسعت تو ہر شخص کو ہے کہ روزہ دار کو ایک گھونٹ پانی پلا دے) اس مہینہ کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے جو شخص اپنے غلام (و خادم)

اِس مہینہ میں کام ہلکا کر دے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخشدیں گے اور جہنم سے آزاد کر دیں گے ۔ پس تم رمضان میں چار کام زیادہ کیا کرو ۔ دو کاموں سے تو تم اپنے پروردگار کو راضی کر دگے اور دو کاموں سے خود تمکو چارہ نہیں (اب سنو کہ جن دو کاموں سے تم اپنے پروردگار کو خوش کروگے (وہ تو یہ ہیں) لاالٰہ الا اللہ کی (دل سے) گواہی دینا اور زبان سے اس کی کثرت کرنا) اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہنا اور جن دو باتوں سے خود تمکو چارہ نہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے پناہ مانگو ۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اُسکو میری حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک اُسکو پیاس نہ لگے گی اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیہقی نے ابن خزیمہ ہی کے طریق سے اسکو روایت کیا ہے اور ابو الشیخ ابن حبان نے اسکو کتاب الثواب میں اختصار کے ساتھ انہی دونوں کے واسطہ سے نقل فرمایا ہے ۔ ابو الشیخ کی ایک روایت میں (یہ بھی) ہے کہ جو شخص رمضان میں روزہ دار کو حلال کمائی سے افطار کرائے اُسپر رمضان کی سب راتوں میں فرشتے رحمتیں بھیجتے رہیں گے ۴۴ اور شب قدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کریں گے اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اُس کے دل میں (اُسیوقت) رقت پیدا ہوجاتی اور آنسو بکثرت بہنے لگتے ہیں ۔ صحابی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو فرمایئے کہ جسکو افطار کرانے کی وسعت نہو حضور نے فرمایا کہ وہ ایک مٹھی بہر کہانا دیدے میں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہو فرمایا وہ ایک گہونٹ دودہ ہی کا پلا دے میں نے عرض کیا اگر کسی کے پاس یہ بھی نہو فرمایا وہ ایک گھونٹ پانی ہی پلا دے ۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندوں میں علی بن زید بن جدعان ہے (جس کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے مگر اوس کی حدیث حسن سے کم نہیں) اور اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے اختصار کی ساتھ علی بن زید سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند میں کثیر بن زید ہے ۔

ف خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ رمضان میں طاعات نافلہ کا ثواب فرائض کے برابر ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے اور رمضان کو صبر کا مہینہ اسلئے

یا کہ صبر کے معنے مجاہدہ کے ہیں اور رمضان میں بڑا مجاہدہ ہے اول تو روزہ میں انسان اپنے
نفس کی شہوانی خواہش کو روکتا ہے۔ پھر کھانے پینے کی خواہش کو روکتا ہے پھر رات کو تراویح
میں نیند کی خواہش کو دفع کر کے معمول سے زیادہ جاگتا ہے۔ اور اوسکو ہمدردی کا مہینہ
اسلئے فرمایا کہ رمضان میں ہر مسلمان روزہ دار کو معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت جو حال میرا ہے وہی حال
سب کا ہے اس سے طبعی طور پر روزہ رکھنے والوں کو ایک دوسرے سے ہمدردی ہوتی ہے اور جی چاہتا
ہے کہ اپنے گھر میں کوئی اچھی چیز پکی ہو تو احباب و اقربا کو اور مسجد کے نمازیوں کو بھی بھیجیں۔ اور
رمضان میں مؤمن کے رزق میں ترقی ہونا بھی مشاہدہ ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں یا تو آمدنی
بڑھا دیتے ہیں یا اوسمیں ایسی برکت دیتے ہیں کہ بیفکری سے اس میں گذر ہو جاتا ہے اس کے
خلاف شاذ و نادر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان میں اپنے خادموں اور
نوکروں پر سے کام ہلکا کر دینا چاہیئے کہ اس کا بہت ثواب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
رمضان میں ذکر لا الہ الا اللہ کی اور استغفار کی کثرت اور جنت کی دعا اور جہنم سے پناہ مانگنا
۳۵ چاہیئے۔ مسلمان اس سے آجکل غافل ہیں اور رمضان میں ذکر و دعا میں کوتاہی کرتے ہیں۔
خصوصاً افطار کے وقت تو بہت کم لوگ دعا کرتے ہیں حالانکہ اسوقت دعا قبول ہوتی ہے
جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ اور حدیث میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ رمضان کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی
حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے غالباً ناظرین کو ان تینوں میں فرق معلوم
نہ ہوا ہو گا سو اسکو ایک مثال میں سمجھنا چاہیئے رحمت تو یہ ہے کہ مجرم کے حال پر توجہ ہو جائے
اور اسکی ساتھ بجائے سختی کے نرمی کا برتاؤ شروع کیا جائے جیسا کہ جب حاکم کسی مجرم کو رہا کرنا
چاہتا ہے تو ابتدائی مقدمہ ہی سے اس کا برتاؤ مجرم کے ساتھ ایسا ہوتا ہے جس سے مجرم کو
امید بندھ جاتی ہے کہ انشاء اللہ میں بری ہو جاؤں گا کیونکہ حاکم کی نظر میری حالت پر اچھی ہے
یہ تو رحمت ہے پھر درمیان مقدمہ میں حاکم کبھی زبان سے بھی کہدیتا ہے کہ اس دفعہ تو ہم تمکو بری
کر دیں گے آیندہ کو جرایم سے احتیاط رکھنا یہ مغفرت کا درجہ ہے اس کے بعد حاکم مقدمہ کو
ختم کر کے حکم سنا دیتا ہے کہ ہم نے اپنے اجلاس سے فلاں شخص کو بالکل بری کیا یہ وہ درجہ ہے
جسکو جہنم سے آزادی کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲۔ مترجم

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سر پر یہ مہینہ آگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں پر اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں گذرتا اور منافقین (وکفار) پر اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں گذرتا (کیونکہ متبرک زمانہ میں جس طرح نیک کاموں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسیطرح گناہوں کی سزا بھی بڑھ جاتی ہے دیکھو زنا کرنا ہر جگہ برا ہے مگر مسجد میں زنا کرنا بڑا سنگین جرم ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کا ثواب اور انعام رمضان کے آنیسے پہلے ہی لکھدیتے ہیں اسی طرح فاجر کی بدبختی اور گناہ بھی رمضان سے پہلے لکھدیتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مومن تو رمضان میں عبادت کے لیے (فارغ ہونے کے واسطے) اس مہینہ کی غذا اور نفقہ پہلے سے تیار کرتا ہے اور منافق (وبدکار) اس مہینہ میں اس کام کے لیے آمادہ ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کی اوقات غفلت کی تلاش میں اور انکی عورتوں کے درپے رہے۔ پس مسلمان تو رمضان کی غنیمت سے مالامال ہوجاتا ہے اور بدکار کی حدیث میں
۳۶ یہ لفظ ہے کہ رمضان مسلمانوں کی غنیمت ہے جسکو کافر و فاجر لوٹنا چاہتا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور دوسروں نے بھی روایت کیا ہے۔

ف مسلمانوں کو پردہ کا اہتمام لازم ہے خصوصاً اُن قرابت داروں سے جنسے شرعاً پردہ ضروری ہے مگر عموماً عادت ورواج یہ ہے کہ اُن سے پردہ نہیں کیا جاتا جیسے دیور، جیٹھ، خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد بھائی وغیرہ کیونکہ رمضان میں جب روزہ دار مسلمان عبادت وتلاوت قرآن وتراویح وغیرہ کے لیے مسجد میں جاتے ہیں اُسوقت ان قرابت داروں کو گھر میں عورتوں کے ساتھ تنہائی کا اچھا موقع ملتا ہے اور جوان مرد و عورت کا تنہائی میں رہنا خطرہ سے خالی نہیں۔ چنانچہ ان قرابتداروں میں اگر کوئی آزاد و بے باک اور بدکار ہوا تو اسکی وجہ سے رمضان میں خطرناک واقعات کا ظہور ہوجانا بعید نہیں جسکو شک ہو وہ تجربہ کرکے دیکھلے اور گو بے پردگی کے یہ نتائج دوسرے مہینوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں مگر رمضان میں بدکاروں کو اس کا موقع زیادہ ملتا ہے کیونکہ اس مہینہ میں روزہ دار مسلمان اپنے گھروں سے بہت دیر تک غائب رہتے ہیں۔

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے اور شیاطین جکڑ بند کردیے جاتے ہیں اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ اور اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بیہقی نے السنن میں، سب نے ابو بکر بن عیاش سے اعمش سے ابو صالح سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش خبیث جنات جکڑ بند کردیئے جاتے ہیں" وقال ابن خزیمۃ الشیاطین مردۃ الجن بغیر واؤ" اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں پہر اس کا کوئی دروازہ نہیں کہولا جاتا اور جنت کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں۔ پہر اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنیوالا خدا تعالی کی طرف سے صدا کرتا ہے کہ اے (نیکی اور) بہلائی کے طالب آگے بڑہ اور اے بدی کے طالب بس کر (یعنی بدی کو چہوڑ دے) اور اللہ تعالی بہت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور یہ (قصہ) ۳۷
ہر رات ہوتا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسکو نسائی اور حاکم نے بہی قریب انہی الفاظ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے۔

(۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے۔ اللہ تعالی اپنی مخلوق پر نظر (رحمت) فرماتے ہیں اور جس بندہ پر اللہ تعالی نظر (رحمت) فرمادیں اسکو کبہی عذاب نہیں دیتے اور اللہ تعالی ہر دن (رمضان میں) دس لاکہہ آدمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ پہر جب انتیسویں رات آتی ہے اس میں اللہ تعالی پورے مہینے کے آزاد شدہ آدمیوں کے شمار کے برابر آزاد کرتے ہیں۔ اور جب عید الفطر کی رات آتی ہے فرشتوں میں شور برپا ہوجاتا ہے اور ملک جبار اپنے نور کے ساتہہ تجلی فرماتے ہیں اور اوسکی صفت کوئی بہی بیان نہیں کرسکتا۔ پہر جب مسلمان صبح کو عیدیں (جمع) ہوتے ہیں تو اللہ تعالی فرشتوں سے بذریعہ وحی کے

لہ صفدت بضم الصاد وتشدید الفاء ای شدت بالاغلال ۱۲ منہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مزدور اپنا کام پورا کر چکے اُس کا صلہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اُس کا صلہ یہ ہے کہ اُسکو پوری مزدوری دی جائے اسپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمکو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِن سب کو بخشدیا ہے اسکو اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

(۱۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ تمہارے سر پر آپہونچا یہ مبارک مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تمپر اس کا روزہ فرض کیا ہے اسمیں آسمان کے دروازے کہولدیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کے گلے میں طوق ڈالدیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مہینہ میں ایک خاص رات رکھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اُسکی برکت سے محروم رہا وہ پورا محروم ہے اسکو نسائی اور بیہقی دونوں نے بروایت ابو قلابہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ابو قلابہ کو حضرت ابو ہریرہ سے سماع حاصل نہیں۔

ف حافظ منذری فرماتے ہیں کہ علامہ حلیمی کا قول ہے کہ رمضان کے مہینہ میں شیاطین کے قید کیئے جانے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ صرف زمانۂ نزول قرآن میں قید کیے جاتے ہوں اور مراد وہ شیاطین ہوں جو آسمانی باتیں چھپکر سنتے ہیں دیکھو حدیث میں مردۃ الشیاطین کا لفظ وارد ہے (جس سے معلوم ہوا کہ خاص خاص شیاطین قید کیے جاتے ہیں سب قید نہیں ہوتے) اور گو آسمان کی حفاظت شہاب ثاقب سے ہو چکی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وحفظا من کل شیطان مارد. مگر چونکہ ماہ رمضان میں پورا قرآن آسمان دنیا پر نازل ہوا ہے اس لئے رمضان کے مہینہ میں مبالغہ حفاظت کے لیے یہ بات زیادہ کی جاتی ہے کہ اِن شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے واللہ اعلم اور یہی احتمال ہے کہ شیاطین زمانۂ نزول قرآن میں ہی قید کیئے جاتے ہوں اور اس کے بعد بھی (اوس صورت میں صرف وہی شیاطین مراد نہوں گے جو آسمانی باتیں سننے والے ہیں) اور مطلب حدیث کا یہ ہوگا کہ شیاطین رمضان کے مہینہ میں لوگوں کو مبتلا کے فساد کرنے پر ویسا قابو نہیں پاتے جیسا دوسرے وقت میں قابو پاتے ہیں کیونکہ اس ماہ میں

مسلمان روزہ رکھنے میں مشغول ہوتے ہیں جس سے نفس کی خواہشوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے نیز تلاوت قرآن اور مختلف عبادتوں میں مشغول[5] ہوتے ہیں (جن کی وجہ سے گناہوں کے لیے فرصت ہی نہیں ملتی اور خود یہ عبادات بھی گناہوں سے روکتی ہیں)

(۱۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آنے پر فرمایا کہ تمہارے سامنے رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو برکت کا مہینہ ہے جسمیں اللہ تعالیٰ تم کو (برکات وعنایات سے) ڈھانپ لیتے اور رحمت نازل فرماتے اور گناہوں کو معاف فرماتے اور اس مہینہ میں دعا قبول فرماتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ اس ماہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتے اور ملائکہ کے سامنے تمہاری وجہ سے مباہات فرماتے ہیں (یعنی تمہارے اعمال کو ملائکہ کے سامنے پیش فرما کر اپنی اس بات کو اونچا ہوتا ظاہر فرماتے ہیں جو خلقت انسان سے پہلے ارشاد فرمائی تھی کہ انسان کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں ان کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے) پس تم اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کو نیک کام کر کے دکھلاؤ کیونکہ بدبخت وہ ہے جو رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا۔ اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں مگر ایک راوی محمد بن قیس کے متعلق مجھے کوئی جرح یا تعدیل یاد نہیں پڑتی۔

(۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے سامنے آگیا اسمیں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس سے محروم رہ گیا وہ ہر بھلائی سے محروم رہ گیا اور اسکی برکت سے بجز محروم (القسمت) کے کوئی بھی محروم نہیں رہتا اسکو ابن ماجہ نے ان شاء اللہ اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے حضرت انس رض سے اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

49

---

[5] ملا حلیمی کے قول کا یہ مطلب حضرت حکیم الامۃ دام مجدہم نے بیان فرمایا ہے اور یہی دل کو لگتا ہے مگر ترغیب ترہیب اور فتح الباری وعمدۃ القاری کی عبارات میں جن میں ملا حلیمی کا قول مذکور ہے ضرور کاتب سے کچھ سہو ہوا ہے کیونکہ بظاہر وہ عبارات اس مطلب پر منطبق نہیں ہیں ۱۲ مترجم

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے اِس میں جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے اور شیاطین گرفتار کرا لیئے جاتے ہیں۔ پھٹکار اُس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پالیا پھر بھی اُس کی مغفرت نہ ہوئی جب رمضان میں اُسکی مغفرت نہوئی تو پھر کب ہوگی۔

(۱۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سنا کہ ماہ رمضان کے لیے جنت کو خوشبو کی دھونی دی جاتی اور سال بھر تک بنایا سنوارا جاتا ہے۔ پھر جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے جس کے جھونکوں سے درختان بہشت کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی (خوشنما) آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اس کے بعد حورعین (اپنے گھروں سے) باہر نکلکر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہوکر یوں ندا کرتی ہیں کیا کوئی اللہ تعالےٰ
کی جناب میں (ہمارے متعلق) پیغام دینے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسکو ہم سے ملادے ۴۰
پھر حورعین رضوان (داروغہ) جنت سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر جواب دیتا ہے کہ یہ ماہ رمضان کی پہلی رات ہے اس لیے جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کیواسطے کھولدیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل رضوان سے فرماتے ہیں کہ اے رضوان جنتوں کے دروازے کھولدے اور اے مالک جہنم کے دروازے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر بند کردے اور اے جبریل تم زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو جکڑ بند کرلو۔ اور اُن کے گلے میں طوق ڈالدو پھر اُن کو سمندروں میں ڈالدو تاکہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نکردیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم دیتے ہیں کہ تین دفعہ اِس طرح ندا کرے۔ کیا کوئی سوال کرنیوالا ہے جس کے سوال کو میں پورا کردوں کیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ میں اُسکی توبہ قبول کردوں کیا کوئی مغفرت چاہنیوالا ہے کہ میں اسکو گناہ بخشدوں

(باقی آئندہ)

ئی ہے جو ایسے غنی کو قرض دے جو مفلس نہیں اور پورا پورا دینے والا ہے کسی پر ظلم کرنے والا
ہیں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن میں افطار کے وقت ایسے ایسے دس لاکھ
ر دوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں جو جہنم میں داخل کئے جانیکے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو جتنیں
للہ تعالیٰ تمام رمضان کے آزاد بندوں کے برابر مخلوق کو آزاد کرتے ہیں۔ اور جب شب قدر آتی ہے تو
ا اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ (زمین پر اترو) تو وہ فرشتوں کا ایک
ا لشکر لیکر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا بھی ہوتا ہے جسکو خانہ کعبہ کی چھت پر
گاڑ دیتے ہیں جس کے سو بازو ہیں۔ ان میں سے دو بازو صرف ایسی رات میں کھولے
تے ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں اس کے بعد جبریل علیہ السلام ملائکہ کو
کید کرتے ہیں کہ اس رات میں جو مسلمان کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو اور ذکر کر رہا
ہو اسکو سلام کریں اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعا پر آمین کہیں صبح تک ایسا ہی
رتے رہیں اس کے بعد جب صبح ہو جاتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کو پکارتے
یں کہ اے جماعت ملائکہ اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اسے جبریل اللہ تعالےٰ ۱۴
نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مؤمنین کی حاجات و مقاصد کے متعلق کیا فیصلہ
رمایا جبریل جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات اپنی (رحمت کی) نظر فرمائی
ر چار شخصوں کے سوا سب کو معاف کر دیا (صحابی کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ چار کون ہیں فرمایا (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) اور والدین کی نافرمانی کرنیوالا
(۳) اور قطع رحم کرنے والا (۴) اور دشمنی کینہ رکھنے والا (یعنی جو دشمنی یا کینہ کی وجہ سے
ی مسلمان سے تعلق قطع کردے اور مراد دنیاوی دشمنی ہے اور اگر دین کیوجہ سے قطع تعلق
یا جاوے تو وہ اسمیں داخل نہیں) پھر عید الفطر کی رات آتی ہے تو اس کو (عالم بالا میں)
یلۃ الجائزۃ (انعام کی رات) کہہ کر پکارا جاتا ہے اور عید الفطر کی صبح کو اللہ تعالےٰ
ملائکہ کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں چنانچہ وہ زمین پر اتر کر تمام راستوں کے سرے پر
کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی بلند آواز سے جسکو تمام مخلوق سنتی ہے بجز جن و انسان کے
پکار کر کہتے ہیں کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے کریم پروردگار کی (بارگاہ کی

ے مراد عیدگاہ ہے ۱۲

طرف چلو جو بہت دیتا ہے اور بڑے سے بڑے جرم کو بخشدیتا ہے پھر جب مسلمان
عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ بتلاؤ جس مزدور نے
اپنا کام کر لیا ہو اسکی جزا کیا ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اے ہمارے
آقا اُس کی جزا یہ ہے کہ اُسکو پورا پورا عوض دیا جائے۔ اسپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور اس
مہینہ کی راتوں کی نمازوں کے بدلہ میں (مراد تراویح ہے) اپنی رضامندی اور مغفرت
عطا کردی ہے نیز (مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوکر) فرماتے ہیں کہ میرے بندو!
مجھ سے مانگو قسم ہے میرے عزت وجلال کی کہ آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں
جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے
اُسمیں (تمہاری مصلحت پر) نظر کروں گا مجھے میری عزت کی قسم ہے کہ جب تک تم میرا
خیال کرتے رہوگے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم میں تمکو
مجرموں (اور کافروں) کے درمیان رسوا اور فضیحت نکروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے ۴۴
(اپنے گھر کو) لوٹ جاؤ تمنے مجکو راضی کردیا۔ اور میں تم سے راضی ہوگیا فرشتے اللہ تعالےٰ
کی اس عطا کو دیکھ کر جو وہ اِس امت کو رمضان کے روزے ختم کرنے پر عطا فرماتے
ہیں بہت خوشیاں مناتے ہیں۔ اسکو ابو الشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں
اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور اسکی سند میں
کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہوچکا ہو۔ **ف** بیہقی رحمہ
اس کا التزام کیا ہے کہ اپنی تصانیف میں احادیث موضوعہ کو داخل نہیں کرتے اِس لیے
جس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہو اُس کے متعلق یہ اطمینان ہے کہ موضوع نہیں
صرح به السیوطی فی اللآلی المصنوعة واللہ ریب **ف** اِس حدیث میں یہ جملہ قابل دید ہے
لا تسئلونی الیوم شیئا فی جمعکم لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم
(آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا
اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اُس میں (تمھاری مصلحت پر) نظر کروں گا۔) اس سے

معلوم ہوا کہ دعا قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ مانگا جائے وہی مل جاوے۔ بلکہ **اجابتِ دعا** کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ درخواست لیلی جاوے۔ دوسری یہ کہ درخواست کے موافق عملدرآمد کر دیا جاوے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مقدمہ کی اپیل کی جاتی ہے تو اپیل منظور ہونے کے دو درجے ہیں ایک یہہ کہ جج نے مقدمہ کو لے لیا یہ بھی ایک قسم کی منظوری ہے کہ اپیل منظور ہو کر مقدمہ لے لیا گیا۔ بڑا ناکام ہے وہ شخص جس کا اپیل پہلی ہی پیشی میں رد ہو جائے۔ دوسرا درجہ منظوری کا یہ ہے کہ مقدمہ اپیل دائر کرنے والے کے موافق طے ہو جاوے۔ آجکل بعض لوگوں نے اجابت و قبول کا صرف ایک ہی درجہ سمجھ رکھا ہے کہ درخواست کے موافق عملدرآمد ہو جائے یہ ان کی غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ سے بہت لوگوں کو یہ دھوکا ہو گیا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارشاد ادعونی استجب لکم شبہ ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وعدہ فرمایا ہے کہ مجھسے مانگو دعا کرو میں قبول کروں گا اور ہم اتنے دنوں سے دعا کر رہے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی۔ جو ذرا نیک ہیں ۴۳
وہ یوں دلکو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ وعدہ حقیقی دعا کے لیے ہے جو تمام شرائط کو جامع ہے ہماری دعا تو ناقص اور برائے نام ہے اِس کے لیے اجابت کا وعدہ نہیں یہ جواب بھی ایک درجہ میں صحیح ہے مگر اس جواب سے دعا کے لیے ہمت نہیں بڑھتی حقیقی جواب وہ ہے جسکی طرف اِس حدیث میں اشارہ ہے کہ دنیا کے لئے جو کچھ دعا کیجاتی ہے اس کے قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا۔ بلکہ اس کے قبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ تمھاری درخواست کو لے لیا جائے گا اور تمھاری مصلحت پر نظر کر کے جو کچھ مناسب ہو گا عطا کر دیا جائے گا۔ اور یہہ اجابت کا پہلا درجہ ہے جو ہر دعا پر ضرور مرتب ہوتا ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم میں اجابت کے اس درجہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ رہا یہ کہ جو مانگا جائے وہی مل جائے اِس کا حتمی وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ حکمت و مشیت پر موقوف ہے اگر درخواست کا پورا کرنا حکمت کے خلاف نہوا تو پوری کر دی جاتی ہے ورنہ اُس کے عوض کوئی

معلوم ہوا کہ دعا قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ مانگا جائے وہی مل جاوے۔ بلکہ **اجابتِ دعا** کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ درخواست لیلی جاوے۔ دوسری یہ کہ درخواست کے موافق عملدرآمد کر دیا جاوے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مقدمہ کی اپیل کی جاتی ہے تو اپیل منظور ہونے کے دو درجے ہیں ایک یہہ کہ جج نے مقدمہ کو لے لیا یہ بھی ایک قسم کی منظوری ہے کہ اپیل منظور ہوکر مقدمہ لے لیا گیا۔ بڑا ناکام ہے وہ شخص جس کا اپیل پہلی ہی پیشی میں رد ہو جائے۔ دوسرا درجہ منظوری کا یہ ہے کہ مقدمہ اپیل دائر کرنے والے کے موافق طے ہو جاوے۔ آجکل بعض لوگوں نے اجابت و قبول کا صرف ایک ہی درجہ سمجھ رکھا ہے کہ درخواست کے موافق عملدرآمد ہو جائے یہ اُن کی غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ سے بہت لوگوں کو یہ دہوکا ہوگیا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارشاد ادعونی استجب لکم پر شبہ ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو دعا کرو میں قبول کروں گا اور ہم اتنے دنوں سے دعا کر رہے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی۔ جو ذرا نیک ہیں ۴۳
وہ یوں دلکو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ وعدہ حقیقی دعا کے لیے ہے جو تمام شرائط کو جامع ہے ہماری دعا تو ناقص اور برائے نام ہے اِس کے لیے اجابت کا وعدہ نہیں یہ جواب بھی ایک درجہ میں صحیح ہے مگر اِس جواب سے دعا کے لیے ہمت نہیں بڑھتی حقیقی جواب وہ ہے جسکی طرف اِس حدیث میں اشارہ ہے کہ دنیا کے لئے جو کچھ دعا کیجاتی ہے اُس کے قبول ہونے کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا۔ بلکہ اُس کے قبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ تمھاری درخواست کو لے لیا جائے گا اور تمھاری مصلحت پر نظر کر کے جو کچھ مناسب ہوگا عطا کر دیا جائے گا۔ اور یہہ اجابت کا پہلا درجہ ہے جو ہر دعا پر ضرور مرتب ہوتا ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم میں اجابت کے اس درجہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ رہا یہہ کہ جو مانگا جائے وہی مل جائے اِس کا حتمی وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ حکمت و مشیت پر موقوف ہے اگر درخواست کا پورا کرنا حکمت کے خلاف نہوا تو پوری کر دی جاتی ہے ورنہ اُس کے عوض کوئی

اور نعمت دنیا میں عطا کر دی جاتی یا آخرت میں نیکیاں جمع کر دی جاتی ہیں اور یہ بہی اللہ تعالیٰ کی غایت رحمت ہے کہ جس دعا کا پورا کرنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے اُسکو بالکل رد نہیں فرماتے بلکہ اُس کے عوض کوئی دوسری نعمت عطا فرما دیتے ہیں ورنہ سلاطین دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اُسکو ردی میں ڈالدیتے ہیں۔ دوسری رحمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے پورا کرنے یا نکرنے میں صرف بندہ کی مصلحت پر نظر فرماتے ہیں خود اُن کی کچھہ مصلحت نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا درخواست کرنے والے کے لیے مناسب نہو اُس کا پورا نکرنا ہی کامیابی ہے خصوصاً جبکہ اُس کے عوض دوسری شے بندہ کے مناسب حال عطا کر دی جائے پس دعا کے متعلق یہ سمجہنا کہ وہ بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی غلط خیال ہے جو شیطانی دہوکا ہے جس کے ذریعہ سے شیطان نے مسلمانوں کو دعا سے روک رکہا ہے۔ اور ایک فائدہ دعا میں ایسا ہے جس سے کسیوقت بہی دعا خالی نہیں ہوتی وہ یہ کہ دعا کے بعد دلکو اطمینان اور قوت حاصل ہوتی ہے پریشانی اور بے چینی اُسیوقت کم ہو جاتی اور ایک خاص سکون پیدا ہو جاتی ہے بشرطیکہ دعا دل سے ہو محض آموختہ سا نہ پڑھا جائے۔ دوسرے یہ کہ دعا سے بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتہہ ایک خاص تعلق قرب محسوس ہوتا ہے کیونکہ دعا میں بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتہ باتیں کرتا ہے اُن کی جناب میں عرض و معروض کرتا ہے اسوقت اُسکو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجہہ سے قریب ہیں اور میں بعد لقاء سے قریب ہوں اور چونکہ اس کا وعدہ ہے کہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ خواہ پہلے درجہ میں ہو یا دوسرے درجہ میں ہو اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ کا قرب ضرور ہوتا ہے اور اسی قرب کا یہ اثر ہے کہ دلکو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور عشاق کے نزدیک تو یہی دولت بڑی دولت ہے کہ محبوب کے ساتہہ باتیں کرنے کا موقع مل جائے اور محبوب راضی ہو جائے ؎ 44

از دعا نبود مراد عاشقاں
جز سخن گفتن بآں جانِ جہاں۔

(باقی آئندہ)

اور یہ فائدہ دعا میں ضرور ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں کوتاہی کرنا بڑی غلطی ہے حدیث میں ہے
من یھلك مع الدعاء احد کہ دعا کے ساتھ کوئی بھی برباد نہیں ہو سکتا پس پریشانی اور
مصیبت کے وقت دعا سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیئے اور اجابت وقبول کا یقین کر کے دعا
کرنا چاہیئے انشاء اللہ پریشانی ضرور دور ہو جائے گی خواہ مطلوب حاصل ہو یا نہ ہو مگر دل کو
سکون واطمینان ضرور میسر ہو گا جسکو شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ دعا میں سب طاعات
سے زیادہ ایک بات یہ ہے کہ اور عبادات میں دنیوی غرض شامل ہو جائے تو ان میں ثواب
کچھ نہیں ہوتا بخلاف دعا کے کہ وہ ہر حالت میں عبادت اور موجب ثواب ہے خواہ دین کے
لیے دعا ہو یا دنیا کے لیئے چونکہ آجکل مسلمان ہر طرف پریشان نظر آتے ہیں اور اس کا سب سے
بڑا علاج دعا ہے جس میں شیطان کے دھوکے کیوجہ سے کوتاہی ہو رہی ہے اس لیے میں نے
اس دھوکے کو دور کرنا چاہا اور حدیث کے الفاظ ہی سے حقیقت کو واضح کر دیا اور بتلا دیا
کہ دعا یقیناً قبول ہوتی ہے پس اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ دوسری تدابیر کے ساتھ یہ تدبیر
۴۵ بھی ضرور کیا کریں یعنے پریشانی کے وقت دعا سے غفلت نہ کریں اور دعا دل سے کیا کریں
محض آموختہ سا نہ پڑھا کریں۔ بلکہ جس طرح حکام وسلاطین کے سامنے توجہ اور عاجزی کیساتھ
بات کیجاتی ہے اسیطرح دعا توجہ اور خشوع کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ ۱۲ مترجم۔

(۲۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میری امت کا خاص مہینہ ہے انمیں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو سب
اسکی عیادت کرتے ہیں (یعنی ایسا کرنا چاہیئے) اور جب کوئی مسلمان اس طرح روزہ رکھے
نہ جھوٹ بولے نہ غیبت کرے اور پاکیزہ (حلال) مال سے افطار کرے اور رات کی اندھیریوں
میں (نماز کے لیے مسجدوں میں جانے کی) کوشش کرے اور رمضان کے سب فرائض کی
نگہبانی کرے وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے
اسکو بھی ابوالشیخ نے روایت کیا ہے۔

ف روزہ دار کو زبان اور نگاہ کی بہت حفاظت کرنی چاہیئے تاکہ روزہ کا پورا
ثواب ملے نیز اسکی بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ رمضان میں حرام مال سے افطار نہ کیا جائے

بلکہ حلال غذا حاصل کی جائے جس کے پاس مشتبہ مال ہو اسکو کسی ہندو سے روپیہ قرض لیکر رمضان کا سامان خرید لینا چاہیئے پھر اس قرض کو اپنے مشتبہ مال سے ادا کرئے اس صورت میں اکل حرام سے بچ جائے گا ہاں کسب حرام کا گنہگار تو ہے ہی ۱۲ مترجم۔

(۲۱) ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رمضان کا چاند نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (فضائل رمضان کی تفصیل) بیان فرمایئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان (کی آمد) کے لیے سال بھر تک جنت کو سنوارا جاتا ہے جب رمضان کی پہلی تاریخ آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے بجنے لگتے ہیں حوریں اسکو دیکھ کر کہتی ہیں کہ اے پروردگار اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لیے ایسے جوڑے بنا دیجئے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اُنکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھتا ہے ہر روزہ کے بدلہ اسکو ایک حور ملتی ہے جو موتی کے خیمہ میں رہے گی جیسا ۴۶
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حور مقصورات فی الخیام ہر حور کے بدن پر ستر جوڑے ہونگے ہر جوڑے کا رنگ دوسرے سے الگ ہوگا اور اسکو ستر قسم کی خوشبو ملے گی ہر ایک کی خوشبو دوسرے سے الگ ہوگی اُن میں سے ہر عورت کی خدمت کے لیے ستر ہزار باندیاں اور ستر ہزار غلمان ہوں گے ہر غلام کے پاس سونے کی ایک رکابی ہوگی جسمیں ایک قسم کا کھانا ہوگا (مگر) اس کے آخری لقمہ سے ایسی لذت حاصل ہوگی جو پہلے لقمہ سے حاصل نہوئی تھی نیز ہر حور کے لیے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے جن کا استر ریشمی ہوگا ہر بستر پر ستر چھپر کھٹ[1] ہوں گے اور ان کے مرد کو بھی اسیقدر سامان

[1] قال المنذری رح الاریکۃ اسم لسریر علیہ فراش وشبخانۃ وقال ابو اسحق الارائک الفرش فی الحجال یعنی الشبخانات وفی الحدیث ما یفہم ان الاریکۃ اسم للشبخانۃ فوق الفراش والسریر واللہ اعلم ۱۲ منہ

دیا جائے گا وہ سرخ یاقوت کے تخت پر بیٹھے گا جس پر موتیوں کا جڑاؤ ہوگا اور اس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہوں گے یہ سامان تو اسکو رمضان کے ہر روزہ کے عوض ملیگا اس کے سوا جو اور نیک کام کرے گا وہ علیحدہ رہے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے (سنن میں) ابن خزیمہ کے واسطہ سے اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ (اس حدیث کے متعلق ایک راوی) جریر بن ایوب کی وجہ سے میرے دل میں کچھہ (خلش) ہے حافظ (منذری) فرماتے ہیں کہ جریر بن ایوب بہت کمزور ہے واللہ اعلم

(۲۲) ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ افطار کے وقت بہت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اسکو امام احمد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کچھہ بات نہیں اور طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے (فی روایۃ الاکابر عن الاصاغر وہو روایۃ الاعمش عن الحسین بن واقد) ۴۷

(۲۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالی ہر دن رات میں یعنی رمضان کے اندر بہت لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ اور (رمضان کے) ہر دن رات میں ہر مسلمان کی ایک دعا (ضرور) قبول ہوتی ہے اسکو بزار نے روایت کیا ہے۔

(۲۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار۔ یہاں تک کہ افطار کرے دوسرے امام عادل تیسرے مظلوم کہ اسکی دعا کو تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اوٹھا لیتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں اور (اسکو بشکر) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم میری عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا گو کچھہ دیر کے بعد ہی۔ اسکو احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اور اسکی تحسین کی ہے۔ اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور بزار نے

ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ تین شخصوں کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ انکی دعا رد نہ کیجائے ایک روزہ دار جبتک افطار نہ کرے دوسرے مظلوم جبتک انتقام نہ لے تیسرے مسافر جبتک (اپنے گھر میں) واپس نہ آئے

(۲۵) حسن بصری رضہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی رات میں چھ لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ اور جب اخیر رات آتی ہے تو گذشتہ شمار کے برابر آدمیوں کو آزاد کرتے ہیں اسکو بیہقی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث مرسل ہی وارد ہوئی ہے۔

(۲۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں پھر مہینہ بھر انمیں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں پھر مہینہ بھر ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور سرکش جنات قید کردیے جاتے ہیں اور آسمان سے ایک پکارنیوالا ہر رات صبح کے طلوع ہونے تک پکارتا ہے اے خیر کے طالب ارادہ کرلے
۴۸ اور خوشخبری حاصل کر اور اے بدی کے طالب بس کر اور آنکھیں کھول۔ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟ جسکی مغفرت کی جائے کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جسکی توبہ قبول کیجائے۔ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی مانگنے والا ہے جس کا سوال پورا کیا جائے اللہ عزوجل رمضان کے مہینہ میں ہر رات افطار کے وقت ساٹھ ہزار آدمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیس دن کے آزاد شدہ آدمیوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے متابعات میں اس کے ذکر کا مضائقہ نہیں اسکی سند میں ناشب بن عمرو شیبانی ہے جسکی بعض نے توثیق کی ہے اور دارقطنی نے اسمیں کلام کیا ہے۔

(۲۷) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں اللہ کی یاد کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نا کام نہیں کیا جاتا اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی و اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

(۲۸) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا

(باقی آئندہ)

(سبحان اللہ!) تمھارے سامنے کیا چیز آرہی ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی (خاص) وحی نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں عرض کیا پھر کیا کوئی دشمن آرہا ہے فرمایا نہیں عرض کیا پھر کیا بات ہے فرمایا (وہ عجیب بات یہ ہے کہ) اللہ تعالے رمضان کی پہلی رات ہی میں اس قبلہ کے تمام ماننے والوں کو بخشدیتے ہیں اور حضور نے اپنے دست مبارک سے قبلہ کیطرف اشارہ فرمایا۔ ایک شخص یہ بات سُنکر حضور کے سامنے سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا واہ واہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں کیا تیرے دل نے اسکی تصدیق کی ہے (اسلئے سر ہلاتا ہے یا اور کوئی سبب ہے) کہا یہ بات نہیں بلکہ مجھے منافق کا خیال آگیا (کہ وہ بھی بخشا گیا کیونکہ اہل قبلہ میں تو بظاہر وہ بھی شامل ہے) حضور نے فرمایا کہ منافقین تو کافر ہیں اور کافروں کے لیے اِس (بشارت) میں کوئی حصہ نہیں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کرکے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو عجب ہے کیونکہ مجھے خلف ابوالربیع اور اُس کے شاگرد عمرو بن حمزہ قیس کے متعلق جرح و تعدیل کچھ معلوم نہیں۔ (حافظ) منذری فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے اور انہیں کوئی جرح ۴۹
بیان نہیں کی واللہ اعلم)

(۲۹) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ فرمایا اور اُسکی فضیلت تمام مہینوں پر ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان میں محض ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے قیام کرے (مراد تراویح ہی) وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج ہی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اسکو نسائی نے روایت کیا اور کہا یہ (حدیث عبدالرحمن بن عوف کی روایت سے) خطا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ کی روایت سے ہے۔ نسائی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالی نے تو رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے اس کے قیام (تراویح) کو مسنون کیا ہے۔ پس جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور (رات کو) قیام کرے محض ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تراویح کی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسنون فرمایا ہے اور بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز جماعت کے ساتھ تراویح پڑھی پھر فرضیت کے اندیشہ سے جماعت کو ترک کردیا پس غیر مقلدوں کا اسکو سنت عمری کہنا غلط ہے۔ حضرت عمر نے صرف اتنا کیا ہے کہ تراویح کی جماعت کے لیے ایک مستقل امام مقرر فرمایا پہلے ایک امام کی تعیین نہ تھی بلکہ مسجد میں بہت سے حفاظ کے ساتھ الگ الگ جماعت ہوتی تھی جس سے سامعین کو پریشانی ہوتی حضرت عمر نے تعدد جماعت کو بند کر کے ایک جماعت ایک امام کے ساتھ مقرر فرمادی رہی رکعات کی شمار تو حضرات خلفاء راشدین سے تو صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ رمضان میں بیس رکعات اور تین وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے اور ابن عباس کی ایک حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیس رکعات کا پڑھنا ثابت ہے مگر اسکی سند میں محدثین کو کلام ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ اصول حدیث کے موافق یہ حدیث حسن سے کم نہیں اس لیے اس کا قبول کرنا لازم ہے تفصیل اس بحث کی اعلاء السنن میں موجود ہے ۱ھ

۵۰ (۳۰) حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کا دل سے اقرار کرلوں اور پانچوں نمازیں پڑھتا رہوں اور زکوۃ دیتا رہوں اور رمضان کا روزہ رکھوں اور اس کا قیام بجالاؤں تو میں کن لوگوں میں سے ہونگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو صدیقین و شہداء میں سے ہوگا اسکو بزار نے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں

(۳۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شب قدر میں محض ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے قیام کرے (یعنی شب بیدار رہے اور نماز پڑھے) اس کے اگلے گناہ معاف ہوجائیں گے اس کو شیخین نے صحیحین میں روایت کیا ہے جیسا اوپر گذر چکا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص شب قدر میں قیام کرے اور اوسکو پائے بھی اور غالبًا حضور نے

یہی فرمایا کہ محض ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے قیام کرے اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائیں گے اور احمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے واسطہ سے عمرو بن عبدالرحمٰن سے عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو شب قدر سے اطلاع دی اور فرمایا وہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں رات میں یا رمضان کی اخیر رات میں ہوتی ہے جو شخص طلب ثواب کیوجہ سے اس میں قیام کرے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخشدیئے جائیں گے (حافظ منذری فرماتے ہیں کہ) یہ زیادتی حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں اس باب کے شروع میں بھی گذر چکی ہے (یعنی پچھلے گناہوں کا معاف ہو جانا جیسا اس آیت میں بھی آیا ہے جو پہلے گذر چکی ملاحظہ ہو)

(۳۲) امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کسی معتبر ثقہ عالم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھلائی گئیں یا پہلی امتوں میں سے بعض لوگوں کی عمریں دکھلائی گئیں تو شاید آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم دیکھ کر یہ سمجھا کہ میری امت عمل کے اس درجہ کو نہ پہونچ سکے گی جسکو دوسری امتیں پہونچی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ۵۱ آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر و افضل ہے۔ اسکو امام مالک نے اسیطرح (بلاغاً) مؤطا میں روایت کیا ہے (پوری سند نہیں بیان کی مگر امام مالک کا بلاغ حجت ہے جیسا امام بخاری کی تعلیقات حجت ہیں جبکہ جزم کی ساتھ مذکور ہوں۔

رمضان میں بدون کسی عذر کے روزہ نہ رکھنے پر وعید

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے ایک دن کا روزہ بدون کسی بیماری اور رخصت کے نہ رکھے تو اسکی تلافی تمام زمانہ کے روزوں سے بھی نہ ہو سکے گی گو سارے زمانہ کا روزہ رکھے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور الفاظ انہی کے ہیں اور ابوداؤد و نسائی و ابن

و ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے سب کے سب ابن المطوس اور بقول بعض ابو المطوس کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور بخاری نے اسکو بدون جزم کے تعلیقاً روایت کیا ہے ترمذی کہتے ہیں کہ ہم اسکو بجز اس سند کے اور کسی طریق سے نہیں جانتے اور میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ابو المطوس کا نام یزید بن المطوس ہے اور اس حدیث کے سوا اُن کی اور کوئی حدیث مجھے معلوم نہیں اور امام بخاری نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ ابو المطوس کے باپ کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع ہے یا نہیں اور ابن حبان نے کہا ہے کہ جس حدیث کی روایت میں وہ متفرد ہو اُس سے احتجاج جائز نہیں واللہ اعلم

(۲) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ایک بار سو رہا تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اُنہوں نے میرے بازو پکڑے اور ایک دشوار گذار پہاڑ پر لے گئے اور
مجھ سے کہا اوپر چڑھو میں نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم اسکو ۵۲
آپ کے لیے آسان کر دیں گے تو میں اوپر چڑھ گیا جب پہاڑ کے بیچ میں پہونچا تو دفعۃً سخت آوازیں مجھے سنائی دیں میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں کہا یہ دوزخیوں کی چیخ پکار ہے۔ پھر وہ مجھکو آگے لے چلے تو مجھے ایسے لوگ نظر پڑے جو ایڑی کے بل اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باچھیں چیر دی گئی ہیں اُن کی باچھوں سے خون بہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ[1] کھلنے سے پہلے افطار کر لیا کرتے تھے الحدیث اسکو ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے +

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور حماد بن زید (راوی) کا قول یہ ہے کہ میرے علم میں ابن عباس نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیطرف مرفوع کیا ہے کہ حضور نے فرمایا اسلام کے دستے اور دین کی بنیادیں تین ہیں جنپر اسلام کی

[1] قولہ قبل تحلۃ صومہم معناہ یفطرون قبل وقت الافطار ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

کی عمارت قایم ہے جو شخص ان میں سے ایک کو بھی چھوڑے گا وہ اسکی وجہ سے کافر حلال الدم ہو جائے گا ایک لا الہ الا اللہ کا دل و زبان سے اقرار دوسرے فرض نماز تیسرے رمضان کا روزہ اسکو ابویعلی نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک کو بھی ترک کرے گا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنیوالا ہے اُس کی نہ فرض عبادت قبول ہو گی نہ نفل اُس کا خون اور مال حلال ہو گیا (حافظ) منذری رح فرماتے ہیں کہ نماز ترک کرنے کی وعید میں اس مضمون کی بہت سی احادیث گذر چکی ہیں ؎

ف سلف کا اور جمہور علمار امت کا اسپر اجماع ہے کہ جو شخص نماز روزہ کو فرض جانتا ہو فرضیت کا انکار نکرتا ہو پر سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز روزہ ترک کرے تو وہ کافر نہو گا ہاں فاسق ہو جائے گا پس یہ احادیث اُس صورت پر محمول ہیں جبکہ ترک صلوٰۃ و صوم کا منشا انکار فرضیت ہو یا مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے کافروں جیسا کام کیا کیونکہ صلوٰۃ و صوم کا ترک کرنا مسلمانوں کا کام نہیں اور بعض علمار کا یہ مذہب ہے کہ احادیث
۵۳ وعید میں تاویل نہ کرنا چاہیئے تاکہ وعید کا اثر کمزور نہو واللہ اعلم ۱۲)

ماہ شوال میں چھ روزہ رکھنے کی ترغیب

(۱) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے اُس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے اسکو مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی سند صحیح سے اس زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ہر دن کے عوض دس دن کے روزوں کا ثواب ہو گا حضور نے فرمایا ہاں ؎

(۲) حضرت ثوبان سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے اس نے گویا پورے سال کے روزے رکھے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا

جو ایک نیکی کرتا ہے اسکو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس نیکیوں کے برابر کیا ہے پس ایک مہینہ تو دس مہینوں کے برابر ہوگیا اور عید الفطر کے بعد چھ روزوں سے سال پورا ہوگیا۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ رمضان کے روزے تو دس مہینوں کے برابر ہوگئے اور اس کے بعد چھ روزے دو مہینوں کے برابر ہیں۔ پس یہ سال بھر کے روزے ہوئے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ اور شوال میں چھ دن کے روزے رکھے اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔ اور اس حدیث کو احمد و بزار و طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے پیچھے شوال میں چھ روزے رکھے اس نے گویا سال بھر روزے رکھے اسکو بزار نے چند طرق سے روایت کیا ہے　۵۴
اور ایک طریق کی سند صحیح ہے اور طبرانی نے اوسط میں اسکو ایسی سند سے جو قابل غور ہے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے پے درپے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔

(۴) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا جیسا اس دن پاک تھا جسدن اسکی ماں نے اسکو جنا تھا۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

ف۔ ان احادیث سے شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت ظاہر ہے اور یہ حضور نے فرمایا ہے کہ اس سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملیگا اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسکو تین سو ساٹھ دن کے روزوں کا ثواب ملیگا اور یہ مطلب نہیں کہ سال بھر جو شخص روزہ رکھے اسکو اس شخص سے زیادہ ثواب ملیگا جس نے رمضان کے بعد

شوال میں چھ روزے رکھے ہیں کیونکہ جب ایک روزہ کا ثواب دس روزوں کے برابر ہے تو جو سال بھر روزے رکھے گا اُسکو ساڑھے تین سو روزوں کا ثواب تین ہزار پانسو روزوں کے برابر ملیگا خوب سمجھ لو اور جن احادیث میں صوم الدہر کی ممانعت وارد ہے اُن کا مطلب آگے معلوم ہو جائے گا۔

ف عوام میں مشہور ہے کہ شش عید کے روزوں کا یہ ثواب اُسیوقت ملیگا جبکہ عید الفطر کے بعد ایک روزہ متصل رکھ لیا جائے اس قید کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ شوال کے مہینے کے اندر اندر جب بھی چھ روزے رکھدیئے جائیں گے یہ ثواب مل جائے گا البتہ طبرانی کی ایک روایت سے جسکی سند قابل غور ہے (مگر زیادہ ضعیف اور موضوع نہیں) یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھ روزے پے در پے رکھنا چاہیں۔ متفرقاً نہ رکھے جائیں اس لیے یہ تو اختیار ہے کہ خواہ عید الفطر کے بعد فوراً رکھے یا وسط شوال میں یا اخیر مہینہ میں مگر بہتر یہ ہے کہ چھ دن متواتر روزہ رکھا جائے۔ اور چونکہ صحیح حدیثوں میں یہ قید مذکور نہیں جو طبرانی کی روایت میں مذکور ہے اسلئے اگر تفریق کیساتھ بھی چھ دن پورے کر دیے جائیں گے جب بھی اُمید قوی ۵۵
یہ ہے کہ وہ ثواب جو حدیثوں میں مذکور ہے اس صورت میں بھی مل جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم

ف بعض علمار نے فرمایا ہے کہ شوال کے چھ روزوں کو رمضان سے وہ تعلق ہے۔ جو فرض نماز کے بعد کی سنتوں کو فرض نماز سے تعلق ہوتا ہے ۱۲ مترجم

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب اس شخص کے لیئے جو اس دن میدان عرفات میں نہو اور اسدن میں حج کرنیوالیکو اس سے ممانعت کا بیان

(۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱؎ قمری سال کے تین سو چپن دن ہوتے ہیں چونکہ سال بھر میں پانچ دن روزہ رکھنا ممنوع ہے یعنی عیدین و ایام تشریق اسلئے ساڑھے تین سو دن کی گنتی کی

۲؎ اور امام ابو یوسف سے جو تتابع کی کراہت منقول ہے وہ روایت ضعیف ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ایسا تتابع مکروہ ہے جس میں عید الفطر کے دن بھی روزہ رکھا جائے اور اگر اُن سے یہ روایت ہو بھی تو اسپر محمول کیا جائے گا کہ اُن کو کسی حدیث سے تتابع کی قید معلوم نہیں ہوئی۔ ۱۲ ظ۔

عرفہ کے روزہ کی بابت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا کہ سال گذشتہ اور سال آئندہ (کے گناہوں) کا کفارہ ہوجاتا ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور اُسی کے یہ الفاظ ہیں اور ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ و ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے روزہ کی بابت مجھے اللہ تعالی سے امید یہ ہے کہ وہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے (کے گناہوں) کا کفارہ ہوجاتا ہے اور ابن ماجہ نے قتادہ بن نعمان سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے عرفہ کے دن روزہ رکھا اُس کے ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

(۲) عطار خراسانی سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما عرفہ کے دن حضرت عائشہ کے پاس گئے اُس وقت حضرت عائشہ روزہ سے تھیں اور اُن کے اوپر پانی ڈالا جارہا تھا (شاید روزہ کی وجہ سے گرمی اور پیاس کی تکلیف ہوگی) تو عبد الرحمن نے کہا آپ روزہ توڑ دیجئے حضرت عائشہ نے فرمایا میں اِسی روزہ کو توڑ دوں جسکی بابت میں نے ۵۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ اُس سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہوجاتا ہے جو پہلے گذر چکا ہے۔ اسکو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے مگر عطار خراسانی کا عبد الرحمن بن ابی بکر سے سماع ثابت نہیں۔

(۳) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے اُس کے پے درپے دو سال کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اسکو ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے اُس کے ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اور جو عاشورا کا روزہ رکھے اُس کے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسکو طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

(۵) مسروق (تابعی) سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے پانی پلوادیجئے حضرت عائشہؓ نے غلام سے فرمایا کہ ان کو شہد پلاؤ۔ پھر فرمایا اے مسروقؒ کیا تم روزہ سے نہیں ہو کہا نہیں مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آج بقر عید عــہ کا دن نہو حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ کچھ بات نہیں بلکہ عرفہ اسی دن ہے جسکو امام عرفہ قرار دے (یا عام اہل اسلام) اور بقر عید کا دن وہی ہے جسکو امام بقر عید کا دن قرار دے (یا عام اہل اسلام) اور اے مسروقؒ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کو ہزار دنوں کے برابر سمجھتے تھے اسکو طبرانی نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ہزار دنوں کے روزوں کے برابر ہے۔

(۶) سعید بن جبیر رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن عمرؓ سے صوم عرفہ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ عــہ میں اسکو دو سال کے روزوں کے برابر سمجھا کرتے تھے اسکو طبرانی نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔ اور 57
نسائی کی روایت میں ایک سال آیا ہے۔

(۷) حضرت زید بن ارقم رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے صوم عرفہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ وہ اس سال (کے گناہوں) کا بھی کفارہ ہو جاتا ہے جس میں تم اس وقت ہو اور اس کے بعد بھی ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہو جاتا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں رشدین بن سعد کے طریق سے روایت کیا ہے (اور رشدین میں بعض محدثین کو کلام ہے۔ بعض نے اسکو ثقہ کہا ہے اسلئے حدیث حسن ہے ۱۲ (ظ)

(۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عــہ کیونکہ بعض دفعہ بعد میں شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ جس تاریخ کو ہم نے نویں تاریخ سمجھا تھا وہ دسویں تھی اور ذی الحجہ کی دس تاریخ کو روزہ رکھنا حرام ہے ۱۲۔ظ

عــہ۔ یعنی حضورؐ کے زمانہ میں مسلمانوں کے اندر یہ بات مشہور تھی مگر میں نے بلا واسطہ حضورؐ سے یہ بات نہیں سنی اور حضورؐ کے زمانہ میں صحابہؓ کے اندر جو بات مشہور ہو وہ حضورؐ ہی سے صحابہؓ نے سنی ہوگی ۱۲۔ ظ

عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے میدان عرفات میں منع فرمایا ہے (یعنی جو شخص اس دن حج ادا کرنے کے لیے عرفات میں مقیم ہو اسکو اس دن کے روزہ سے منع فرمایا ہے) اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اس حدیث کو حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے (حافظ منذری) فرماتے ہیں کہ علماء نے میدان عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے میں اختلاف کیا ہے عبداللہ بن عمرؓ تو یوں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن (اس جگہ) روزہ نہیں رکھا اور نہ حضرت ابو بکرؓ نے نہ حضرت عمرؓ نے نہ حضرت عثمانؓ نے اور میں بھی روزہ نہیں رکھتا۔ امام مالک اور سفیان ثوری بھی اس دن (اس موقع پر) افطار ہی کو ترجیح دیتے تھے اور عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ روزہ رکھتے تھے عثمان بن ابی العاص (صحابی رضہ) سے بھی یہی منقول ہے اور اسحٰق بن راھویہ بھی روزہ رکھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اور عطاء (بن ابی رباح) فرمایا کرتے تھے کہ جاڑوں میں تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں گرمی میں نہیں رکھتا۔ اور قتادہ کا قول یہ ہے کہ اگر (میدان عرفات میں) دعا کرنے میں سستی نہ ہو تو روزہ رکھنے کا مضائقہ نہیں اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ جو حج ۵۸
میں مشغول نہ ہو اس کے لیے تو عرفہ کا روزہ مستحب ہے اور جو حج میں مشغول ہو اس کے لیے میرے نزدیک افطار مستحب ہے تاکہ (اس موقع پر) دعا میں قوت حاصل ہو اور احمد بن حنبل کا قول یہ ہے کہ اگر روزہ رکھنے کی ہمت ہو تو روزہ رکھ لے اور اگر نہ رکھے تو (مضائقہ نہیں کہ) اس دن اس موقع پر قوت و توانائی کی ضرورت ہے۔ **ف** حنفیہ کا مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر میدان عرفات میں روزہ رکھنے سے وقوف اور دعا میں دشواری اور کمزوری نہ ہو تو اس دن روزہ رکھنا اس جگہ بھی مستحب ہے اور دشواری اور کمزوری لاحق ہو تو مکروہ ہے **ف** حدیثؓ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عرفہ اسی دن ہے جسکو امامؓ عرفہ کا دن قرار دے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بعد میں اس دن کا دسویں ذی الحجہ ہونا معلوم ہو تو اس سے روزہ کا ثواب باطل نہ ہوگا نہ حج فاسد ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی جگہ تیس رمضان کو مسلمانوں نے روزہ رکھا ہے

ؓ جہاں امام نہ ہو وہاں عام اہل اسلام امام کے قائم مقام ہیں یعنی ہر مقام کے مسلمان جس دن کو نو ذی الحجہ سمجھیں وہی عرفہ کا دن ہے ۱۲

اور دوسری جگہ اس دن عید ہے تو روزہ رکھنے والوں کا ثواب باطل نہوگا بلکہ اُن کے حق میں وہ دن رمضان کا دن ہے اور رمضان ہی کے روزہ کا اُن کو ثواب ملے گا کیونکہ وہ اپنے علم کے مکلف ہیں جب اُن کو انتیس تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا تو اُن کے نزدیک دن رمضان ہی کا ہے تو خدا تعالی دوسروں کے حساب کیوجہہ سے اِن کا ثواب باطل نہ کریں گے البتہ اگر ان کے پاس کافی ثبوت شرعی طور پر پہونچ جائے کہ آج رمضان کی تیس نہیں بلکہ یکم شوال ہے تو اسوقت آنکو افطار کر دینا لازم ہے اب بھی روزہ رکھیں گے تو ثواب نہوگا بلکہ گناہ ہوگا۔ خوب سمجھہ لو۔ ۱۲

ماہ محرم الحرام میں روزہ رکھنے کی ترغیب جو خدائی مہینہ ہے

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے روزہ کے بعد افضل روزہ خدائی مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے (یعنی تہجد) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے نماز کے ذکر کو حذف کرکے روایت کیا ہے۔ ۵۹

(۲) حضرت علی سے ایک شخص نے سوال کیا کہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینہ کے روزہ کا حکم دیتے ہیں فرمایا یہ سوال میں نے کسی کی زبان سے نہیں سنا بجز ایک شخص کے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سامنے سوال کرتے ہوئے سُنا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں فرمایا اگر تم رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہو تو محرم میں روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ کا (خاص) مہینہ ہے اس میں ایک دن ہے جس میں اللہ تعالے نے ایک قوم پر توجہ و عنایت فرمائی ہے اور اسی دن میں دوسری قوموں پر بھی توجہ و عنایت فرمائیں گے اسکو عبداللہ بن احمد نے امام احمد سے نہیں بلکہ دوسرے طریق سے

روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے

(۳) جندب بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے (تہجد) اور رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینہ کا روزہ ہے جسکو تم محرم کہتے ہو اسکو نسائی اور طبرانی نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ کا روزہ رکھے اس کے دو سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جو محرم کے مہینہ میں کسی دن روزہ رکھے اسکو ہر دن کے عوض تیس دن کا ثواب ملے گا اسکو طبرانی نے صغیر میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی سند میں کچھ بات نہیں (اس کے راوی) ہیثم بن حبیب کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔

۱۰ یوم عاشوراء کے روزہ کی اور اس دن میں اہل وعیال پر وسعت کرنے کی ترغیب

(۱) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزہ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ سال گذشتہ (کے گناہوں) کا کفارہ ہوجاتا ہے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں کہ عاشوراء کے روزہ کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ سے امید یہ ہے کہ ایک سال پچھلے کا کفارہ ہوجاے گا

(۲) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔ اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا اسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

(۳) ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ ان سے عاشوراء کے روزہ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دنوں پر کسی دن کو فضیلت دیتے ہوں۔ بجز اس دن کے اور کسی مہینہ کو اور مہینوں پر فضیلت دیتے ہوں سوا اس مہینہ یعنی

رمضان کے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

(۴) ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رمضان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن کو کسی دن پر فضیلت نہ دیتے تھے بجز عاشورا کے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکی سند ماقبل سے ملکر حسن ہے۔

(۵) ابن عباس ہی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کے بارہ میں کسی دن کو کسی دن پر فضیلت نہیں بجز ماہ رمضان اور یوم عاشورا کے (کہ ان کو اور ایام پر فوقیت ہے) اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کے سب راوی ثقہ ہیں

(۶) ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اُسکے ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اُسکے ایک سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسکو طبرانی نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث پہلے بھی آچکی ہے +

(۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنے بال بچوں اور بیوی پر عاشورا کے دن میں وسعت کرے اللہ تعالیٰ سال بھر ۶۱
اُسپر وسعت کرے گا (مطلب یہ ہے کہ اس دن جو شخص اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے پہننے میں فراغت کی ساتھ خرچ کرے اللہ تعالیٰ اُسکو سال بھر فراغت اور وسعت کے ساتھ رزق دیں گے) اسکو بیہقی وغیرہ نے چند طرق سے بہت سے صحابہ سے روایت کیا ہے اس کے بعد بیہقی نے کہا کہ یہ سندیں اگرچہ الگ الگ ضعیف ہیں مگر جب اُنکو باہم ملایا جائے تو قوت حاصل ہو جائے گی واللہ اعلم۔

ف اس حدیث میں بعض علماء نے کلام کیا ہے مگر حافظ عراقی نے امالی میں فرمایا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث چند طرق سے مروی ہے جن میں سے بعض طرق کو حافظ ابو الفضل ابن ناصر نے صحیح کہا ہے اور جس راوی کو ابن الجوزی نے مجہول کہا ہے اُسکو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پس ایک روایت پر یہ حدیث حسن ہے اور ابو سعیدؓ کی حدیث کو اسحٰق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں عبد اللہ بن نافع سے ایوب بن سلیمان بن میناء سے ایک شخص کے واسطہ سے حضرت ابو سعید

(خدری رض) سے روایت کیا ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر اس سند میں ایک راوی مبہم نہوتا
تو یہ سند جید تھی مگر اسکو طبرانی کی سند سے قوت ہوگئی کیونکہ طبرانی نے اسکو محمد بن عبد اللہ
ابن علی بن عبد الرحمن بن صعصعہ سے ان کے باپ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید سے
روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی معروف ہیں مگر ایک راوی کو ابو حاتم نے اور ایک کو
ابو زرعہ نے ضعیف کہا ہے۔ حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ بیہقی نے اس حدیث کو ابن
المنکدر کے واسطہ سے حضرت جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند کو ضعیف
کہا ہے مگر یہ سند شرط مسلم کے موافق بھی وارد ہوئی ہے جسکو حافظ ابن عبد البر نے استذکار
میں بیان کیا ہے اور ابو الزبیر کے واسطہ سے حضرت جابر سے اسکو روایت کیا ہے
بیہقی نے کہا ہے کہ یہ سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر سب کو ملانے سے قوت حاصل ہو جاتی
ہے باوجودیکہ بیہقی کو ابو الزبیر کی روایت پر اطلاع نہیں ہوئی جو کہ اس حدیث کے تمام
طرق میں صحیح تر ہے اور یہ حدیث حضرت عمر رض سے بھی موقوفاً وارد ہوئی ہے اسکو بھی ابن
عبد البر نے استذکار میں ایسی سند سے بیان کیا ہے۔ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں صرف ٦٢
سعید بن المسیب کے سماع میں حضرت عمر سے کلام ہے اور عبد اللہ بن عمر سے بھی یہ حدیث
مروی ہے اسکو دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ میں نے
اس حدیث کے طرق کو ایک جزو میں جمع کیا ہے انتہی کذا فی التعقبات علی الموضوعات
للسیوطی (صـ۱۴ و ۱۵) پس ابن تیمیہ کا اس حدیث سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کچھ مروی نہیں سراسر وہم ہے اور احمد بن حنبل نے
جو فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس سے حسن لغیرہ کی نفی نہیں ہوتی اور حدیث حسن
لغیرہ بھی حجت ہے جیسا اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہے (ماثبت بالسنہ صـ۱۸ و ۱۸)

ف بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے بحمد اللہ ایسا ہی پایا۔ میں
کہتا ہوں کہ احقر نے بھی تجربہ کیا ہے کہ جس سال عاشوراء کے دن گھر کے خرچ میں
فراغت اور وسعت کی گئی سال بھر رزق میں فراغت اور وسعت حاصل ہوئی ومن شاء
فلیجرب ۱۲ امترجم

شعبان کے روزہ کی ترغیب اور شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں نفلی روزے رکھتے تھے

(۱) حضرت اسامہؓ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کسی مہینہ میں (نفل) روزہ اسقدر نہیں رکھتے جتنا شعبان میں رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ رجب اور رمضان کے اس درمیانی مہینہ سے بہت غافل ہیں حالانکہ یہ مہینہ ایسا (معظم و مبارک) ہے کہ لوگوں کے اعمال اس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش کیے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں اسکو نسائی نے روایت کیا ہے۔ ۶۲

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض دفعہ نفل) روزہ رکھتے رہتے اور افطار نکرتے یہاں تک کہ ہم یوں سمجھتے کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں افطار کا ارادہ نہیں ہے پھر افطار کرتے اور روزہ نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم یوں کہنے لگتے کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں (نفل) روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں اور آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان میں (نفل) روزہ رکھنا پسند تھا اسکو احمد و طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے بعد کس مہینہ کا روزہ افضل ہے فرمایا شعبان کا روزہ رمضان کی تعظیم کے لئے۔ پھر سوال کیا گیا کہ صدقہ کون سا افضل ہے فرمایا رمضان کے مہینہ کا صدقہ بشرطیکہ اپنے پاس فراغت رکھکر صدقہ کیا جائے (یہ نہیں کہ سارا مال خیرات کردے اور خود خالی ہاتھ رہ جائے) ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ف شعبان کے روزہ کو رمضان کے روزوں سے وہ تعلق ہے جو فرض نماز سے پہلی سنتوں اور نفلوں کو فرض نماز سے تعلق ہے۔ اور اس تعلق کی حقیقت یہ ہے کہ فرض سے پہلے سنتیں اور نفلیں پڑہنے سے قلب کو نماز کی طرف توجہ ہو جاتی اور ظلمت اشغال دنیا کم ہو جاتی ہے اِس کے بعد جو فرض پڑہے جائیں گے تو اُنمیں دل اچھی طرح متوجہ ہوگا اسی طرح شعبان میں نفل روزہ رکہنے سے نفس کو روزہ سے مناسبت ہو جائے گی تو فرض روزہ اطمینان سے رکہا جائے گا کچہہ گرانی نہو گی۔

پہر جب فرض نماز اور نفل میں فصل مستحب ہے خواہ کلام سے ہو یا قیام سے یا تقدم وتاخر سے اور وصل مکروہ ہے اسی طرح شعبان کے روزہ کو رمضان سے ملا دینا مکروہ ہے بلکہ کچہہ فصل ہونا چاہیئے والیہ الاشارۃ فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصم ذلک الیوم اخرجہ الشیخان وللترمذی واحمد بلفظ الا ان یوافق ذلک صوما کان یصومہ احدکم اھ قال العینی وکان ابن عباس وابوھریرۃ یامران بفصل ۴۶
یوما او یومین (بین شعبان ورمضان) کما استحبوا ان یفصلوا بین صلاۃ الفریضۃ والنافلۃ بکلام او قیاما او تقدم او تاخر اھ (فتح ۲۰ و ۲۱ ج ۵ عمدۃ القاری)

اور آگے جو بعض احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کا روزہ رکہتے تہے اور بعض میں یہ بہی ہے کہ شعبان کے روزہ کو رمضان سے ملا دیتے تہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریب قریب پورے شعبان کا روزہ رکہتے اور گویا اُسکو رمضان سے ملا دیتے تہے حکاہ الترمذی عن ابن المبارک۔ چنانچہ اُن روایات کے مختلف الفاظ سے اس معنی کی تائید ہو جائے گی اور اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہے کہ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں جو اوپر گذر چکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کا روزہ رکہنے سے منع فرمایا ہے۔ پس تمام روایات کو جمع کرنے سے یہی حاصل ہوا کہ شعبان کے روزہ کو رمضان سے ملانا نہ چاہیئے۔ ۱۲۔ مترجم۔

(باقی آیندہ)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کا روزہ رکھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان میں (نفل) روزہ رکھنا بہت محبوب ہے (اسکی کیا وجہ ہے؟) فرمایا اللہ تعالی ہر شخص کی موت کو جو اس سال مرنے والا ہے اس مہینہ میں لکھتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میری موت (کا حکم) اس حالت میں آوے کہ میں روزہ دار ہوں اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی سند حسن ہے

(۴) حضرت عائشہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نفل) روزہ رکھتے تو رکھے ہی چلے جاتے یہاں تک کہ ہم (اپنے دل میں) یوں کہنے لگتے کہ اب افطار نکریں گے اور افطار کرتے تو افطار ہی کیے چلے جاتے۔ یہاں تک کہ ہم یوں کہنے لگتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پورے مہینہ کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا بجز رمضان کے اور میں نے آپکو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ
رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اسکو بخاری و مسلم و ابو داؤد نے روایت کیا ہے **ف** یہ حدیث 65
اس بارہ میں صریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھتے تھے ہاں دوسرے مہینوں سے اس ماہ میں زیادہ روزے رکھتے تھے — مترجم۔

اور نسائی و ترمذی وغیرہ نے (اسکو بایں الفاظ) روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا شعبان کے مہینہ میں برابر روزہ رکھتے تھے سوائے تھوڑے سے دنوں کے بلکہ (یوں کہو کہ) پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے **ف** یہ بطور مبالغہ کے ہے کہ آپ شعبان میں چند روز ہی افطار کرتے تھے اسلئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ آپ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے فان للاکثر حکم الکل۔ مترجم

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان میں روزہ رکھنا بہت محبوب تھا پھر آپ اسکو رمضان سے لا دیتے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ نہ رکھتے تھے شعبان کے پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے یا اکثر کے۔ اور بخاری و مسلم کی ایک روایت

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ نہ رکھتے تھے کیونکہ شعبان میں پورے مہینہ کو روزہ رکھتے اور ارشاد فرمایا کرتے کہ عمل اوتنا اختیار کرو جسکو نباہنے کی ہمت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں گھبراتے یہاں تک کہ تم ہی (عمل ہی سے) گھبرا جاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نفل) نماز بھی وہی زیادہ محبوب تھی جسپر مداومت کی جائے خواہ تھوڑی ہی مقدار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی (نفل) نماز ایک بار پڑھ لیا کرتے اُسپر ہمیشہ مداومت کرتے تھے ؛

(۵) اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پے درپے دو مہینوں کے روزہ رکھتے ہوئے بجز شعبان اور رمضان کے کبھی نہیں دیکھا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد نے ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر (رمضان کے بعد) کسی مہینہ میں پورے مہینہ کو روزہ نہیں رکھتے تھے بجز شعبان کے کہ اُسکو تو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے اور نسائی نے اسکو دونوں طرح روایت کیا ہے (ترمذی کے ٦٦
الفاظ سے بھی اور ابوداؤد کے الفاظ سے بھی)۔

ف۔ اِس حدیث کی تاویل اوپر گذر چکی ہے اور اگر تاویل نہ کی جائے تو یوں کہنا چاہئے کہ شعبان کا رمضان سے وصل کرنا حضور کے ساتھ مخصوص ہے اُمت کے لیے ممنوع ہے کیونکہ یہ حدیث فعلی ہے اور حدیث قولی میں اُمت کو رمضان سے پہلے ایک دو روزہ رکھنے کی ممانعت ہے پس ہم کو حدیث قولی پر عمل لازم ہے حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی رمضان کے قریب خطبہ میں رمضان سے پہلے روزہ رکھنے سے منع فرمایا کرتے تھے (کما فی کنز العمال صفحہ ۳۲۲ ج ۴) اور حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا انتصف شعبان فلا تصوموا حتی یکون رمضان کہ جب شعبان آدھا گذر جائے تو اب رمضان آنے تک روزہ مت رکھو (رواہ احمد والاربعۃ کنز العمال صفحہ ۳۰۶ ج ۴) ترمذی نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے اس سے بھی شعبان کے روزہ کو رمضان سے ملانے کی کراہت ثابت ہوئی مگر اس میں جو نصف شعبان کے بعد سے

روزہ کی ممانعت ہے تو یہ عام نہیں بلکہ ضعفاء کے لیے مخصوص ہے جنکو شعبان میں زیادہ روزہ رکھنے سے ضعف غالب ہو جانیکا اندیشہ ہو اور جسکو غلبۂ ضعف کا اندیشہ نہو اسکو نصف شعبان کے بعد بھی روزہ مکروہ نہیں مگر شعبان کے روزہ کو رمضان سے وصل نہ کرے احتیاط کا مقتضی یہی ہے۔ گو بعض فقہاء نے اسکی بھی اجازت دی ہے جبکہ رمضان کے روزوں میں احتیاطاً زیادت کا قصد نہو اور اگر احتیاط کے طور پر زیادت کا قصد ہو تو اتفاقاً مکروہ ہے۔ مترجم

(۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف[۵] شعبان کی رات میں تمام مخلوق پر توجہ فرماتے ہیں پس تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں بجز مشرک کے یا عداوت رکھنے والے کے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ نصف شعبان کی رات ہے اسمیں اللہ تعالیٰ بنو کلب[۶] کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کردیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک اور عداوت رکھنے والے اور قطع رحم کرنے والے اور (حد سے زیادہ) لباس نیچا رکھنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب خواری کی عادت رکھنے والے پر نظر (رحمت) نہیں فرماتے اس کے بعد راوی نے لمبی حدیث بیان کی جو قطع تعلق کے باب میں پوری بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور امام احمد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی مخلوق پر توجہ (خاص) فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوا دو شخصوں کے ایک عداوت رکھنے والا۔ اور (دوسرا ناحق) کسی کو قتل کرنے والا۔ **ف** - عداوت رکھنے والے سے مراد وہ ہے جسکو کسی مسلمان سے

٦٧

[۵] مراد پندرہویں رات ہے جو ۱۴ شعبان کا دن گذرنے کے بعد آتی ہے ۱۲ مترجم

[۶] اس قبیلہ میں بکریوں کی کثرت تھی ۱۲ مترجم

دنیوی قصہ کی وجہ سے عداوت ہو اور جسکو کسی سے شرعی بنا پر عداوت ہو وہ اس میں داخل نہیں اور عداوت کے معنے یہ ہیں کہ کسی سے اختیاری نفرت اور غیظ ہو اور اگر طبعی رنج ہو جسکی وجہ سے وہ اسکی صورت دیکھنے اور ملنے ملانے پر قادر نہو تو یہ عداوت نہیں بشرطیکہ اُسکے لئے بُرائی کا طالب نہو نہ بد دعا کرتا ہو۔ بہر حال مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس رات سے پہلے اپنے دلوں کو مسلمانوں کی عداوت سے پاک و صاف کریں اور باہم صلح و اتحاد پیدا کریں اور جن گناہوں کا حدیث میں ذکر ہے اُن سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھیں تاکہ اس رات میں مغفرت سے اور اللہ تعالیٰ کی خاص نظر رحمت سے محروم نہ رہیں۔ مترجم۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اُٹھے اور نماز پڑھنے لگے پھر لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ مجکو وہم ہوا کہ (شاید) آپکی روح قبض ہوگئی جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اٹھی اور آپ کے انگوٹھے کو ہلایا تو اسکو حرکت ہوئی (جس سے اطمینان ہوگیا کہ آپ زندہ ہیں) پھر میں لوٹی تو آپ کو سجدہ میں ٦٨
یہ کہتے ہوئے سنا اعوذ بعفوك من عذابك واعوذ برضاك من سخطك و اعوذ بك منك اليك لا احصے ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك (میں آپ کے عفو کے واسطہ سے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی رضا کے واسطہ سے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور خود آپ کے واسطہ سے آپ سے پناہ چاہتا ہوں) (مطلب ظاہر یہ ہے کہ آپ کی صفات جمال کے واسطہ سے صفات جلال سے پناہ مانگتا ہوں چونکہ صفات الٰہیہ لا عین و لا غیر ہیں اسلیے دونوں جگہ خطاب کا صیغہ استعمال کیا گیا واللہ اعلم۔) میں آپکی پوری تعریف نہیں کرسکتا آپ ویسے ہی ہیں جیسی آپنے خود اپنی تعریف کی ہے) پھر جب حضور نے سجدہ سے سر اوٹھایا اور نماز پوری کر چکے فرمایا اے عائشہ یا یوں فرمایا اے حمیرا[ع] کیا تمکو یہ گمان ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

ع حمیرا کے معنی ہیں سرخ رنگ والی یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے جو بوجہ حسن جمال کے اُن کو دیا گیا ۱۲ مترجم۔

تم سے بد عہدی کی (کہ تمہاری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے جو تمکو میری تلاش کی فکر ہوئی) میں نے عرض کیا نہیں بخدا یا رسول اللہ (یہ بات نہ تھی) بلکہ مجکو سجدہ کے لمبا ہونے سے یہ وہم ہوا کہ آپکی روح قبض ہوگئی۔ پھر حضور نے فرمایا کہ تمکو خبر بھی ہے یہ کونسی رات ہے۔ میں نے عرض کیا اسکو تو اللہ اور اُس کا رسول ہی اچھی طرح جانتے ہیں فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے اسمیں اللہ تعالےٰ سب مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے اور سب طالبان رحمت پر رحمت فرماتے ہیں اور کینہ (عداوت) رکھنے والوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اسکو بیہقی نے علاء بن حارث کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ مرسل جید ہے مطلب یہ ہے کہ علاء کا سماع حضرت عائشہ رضؓ سے ثابت نہیں واللہ سبحانہ اعلم۔

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس رات میں (نماز و ذکر اللہ کے ساتھ) قیام کرو اور اوس کے دن کا روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب شمس ہی کے ساتھ دنیا کے آسمان پر نزول (و تجلی) فرماتے ہیں (یعنی اہل دنیا پر خاص نظر رحمت سے توجہ فرماتے ہیں) اور یوں ارشاد فرماتے ہیں کیا کوئی مغفرت چاہنے والا نہیں ہے جسکی میں مغفرت کر دوں کیا کوئی روزی مانگنے والا نہیں ہے جسکو میں روزی دوں کیا کوئی بیمار (مصیبت زدہ) نہیں ہے جسکو میں عافیت دوں کیا کوئی ایسا نہیں ویسا نہیں طلوع فجر تک (یوں ہی ارشاد فرماتے ہیں) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ 79

ف۔ یہ تجلی اور راتوں میں تو تہائی رات باقی رہجانے پر ہوتی ہے اور شب برأت اور شبِ قدر میں غروب شمس ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ پس اِن راتوں میں خاص طور سے عبادت زیادہ کرنا چاہیئے۔ افسوس آجکل بعض لوگوں نے شعبان کی پندرھویں رات میں بجائے عبادت و ذکر اللہ کے لہو و لعب اور آتش بازی کا مشغلہ اختیار کر لیا ہے

ے یقال خاس بہ اذا غدر بہ ولم یوف بہ حفظ و معنی الحدیث ای ظننت انی غدرت بک و ذھبت فی لیلتک الی غیرک وھو بالخاء المعجمۃ والسین المھملۃ ۱۲ مؤلف

یہ کیسی شریعت کی صریح مخالفت ہے کہ ایسی متبرک رات کو گناہوں میں برباد کیا جائے ۱۲ مترجم

ہر مہینہ میں تین دن کے خصوصاً ایام بیض کے روزوں کی ترغیب

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب (سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے ایک ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا دوسرے چاشت کی دو رکعت پڑھنا تیسرے یہ کہ سونے سے پہلے وتر سے فارغ ہو لیا کروں۔ اسکو بخاری و مسلم و نسائی نے روایت کیا ہے۔

(۲) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے جب تک میری زندگی ہے ان کو ہرگز نہ چھوڑوں گا ایک ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنا دوسرے چاشت کی نماز۔ تیسرے یہ کہ بدون وتر پڑھے نہ سوؤں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

ف۔ ان حدیثوں میں سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید ہے احقر کے نزدیک اس سے مراد تہجد کی نماز ہے جس کے ساتھ تین رکعتیں وتر کی بھی ہوں۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ احادیث میں وتر کا اطلاق تہجد پر بھی آتا ہے جبکہ اس کے ساتھ وتر کی رکعات بھی ہوں چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی وتر کی گیارہ رکعات پڑھتے کبھی نو رکعات پڑھتے کبھی سات رکعات اور کبھی پانچ رکعات پڑھتے تھے علماء نے کہا ہے کہ یہاں وتر سے مراد تہجد کی نماز وتر کے ساتھ ہے۔ اور مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے اخیر شب میں وتر پڑھنے کو افضل فرمایا ہے جبکہ بیدار ہونیکا وثوق ہو۔ پس حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوالدرداء کو جو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کا امر ہوا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مشاغل کیوجہ سے معلوم تھا کہ انکو

رات کا اُٹھنا اور بیدار ہونا ہی دشوار ہوگا اسلئے انکو یہ وصیت فرمائی کہ سونے سے پہلے تہجد ووتر سے فارغ ہو لیا کریں اور یہی ہمارے بعض مشائخ کا معمول ہے کہ جو سالک رات کو اٹھکر تہجد نہ پڑھ سکے اُسکو عشا کے بعد تہجد ووتر سے فارغ ہو جانیکا امر فرمایا کرتے ہیں ۱۲ مترجم

(۳) حضرت عبدؔ اللہ بن عمرؔو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا پورے سال کو روزہ رکھنا ہے (یعنی اِس سے سال بھر کے روزوں کا ثواب مل جائے گا) اسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے ✣

(۴) عبداللہ بن عمرؔو ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ نوح علیہ السّلام سال بھر روزہ رکھتے تھے صرف (دو دن) عید الفطر اور عید الضحیٰ میں روزہ نہ رکھتے تھے اور داؤد علیہ السلام نصف سال کو روزہ رکھتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے انہوں نے سال بھر کو روزہ بھی رکھ لیا اور سال بھر افطار بھی کر لیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے اور دونوں کی سند میں (ایک راوی) ابو فراس ہے جس کے متعلق مجھے کچھ جرح یا تعدیل معلوم نہیں اور میرے نزدیک یہ راوی معروف بھی نہیں واللہ اعلم　۷۱

(۵) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا اور ہر رمضان کا روزہ رکھنا یہ پورے سال بھر کا روزہ ہے اسکو مسلم وابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے ✣

(۶) قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا سال بھر کا روزہ بھی ہے اور افطار بھی ہے اسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور بزار وطبرانی اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے ✣

(۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہ صبر کے مہینہ (رمضان)

عہ قال المنذری شہر الصبر ہو رمضان ۱۲ منہ

روزی اور ہر مہینہ میں تین روزے رکہنا دل کے کہوٹ اور وساوس کو دور کر دیتا ہے اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی صحیح کے راوی ہیں اور احمد و ابن حبان نے صحیح میں اور بیہقی نے ان سب نے ایک اعرابی کی حدیث سے روایت کیا ہے جس کا نام نہیں بیان کیا اور بزار نے اسکو حضرت علی کے واسطہ سے بہی روایت کیا ہے **ف** جن لوگوں کو صفاء قلب اور رفع وساوس کی طلب ہو انکو اس حدیث پر عمل کرنا چاہیئے　مترجم

(۸) میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کے متعلق دریافت کیا حضور نے فرمایا کہ جس سے ہوسکے وہ ہر مہینہ میں تین روزے رکہ لیا کرے کیونکہ ہر دن (کا روزہ) دس گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا اور گناہوں سے ایسا پاک کر دے گا جیسے پانی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

(۹) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر مہینہ میں تین روزے رکہے تو اسنے سال بہر روزہ رکہا اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (جو شخص ایک نیکی کرے اسکو دس گنا ثواب ملے گا) پس ہر دن دس دن کے برابر ہے اسکو امام احمد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے اسکو حدیث حسن کہا ہے۔ اور نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ نے بہی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے نسائی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس نے ہر مہینہ میں تین روزے رکہے اس نے پورے مہینہ کے روزے رکہے یا یہ کہ اسکو پورے مہینہ کے روزہ کا ثواب ملیگا۔

(۱۰) عمرو بن شرحبیل ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے متعلق عرض کیا گیا کہ وہ سال بہر روزہ ہی رکہتا ہے حضور نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ شخص زمانہ بہر

ـــہ قال و وحر الصدر هو بفتح الواو والحاء المهملة بعدها راء هو غشه وحقده و وساوسه ۱۲

کچھ نہ کھائے (اور بھوکا مرجائے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سال کی ایک تہائی کا روزہ رکھا جائے فرمایا بہت ہے عرض کیا پھر آدہے سال کا روزہ رکھا جائے فرمایا یہ بھی بہت ہے پھر حضور نے (خود) فرمایا کہ میں تمکو ایسی بات نہ بتلادوں جو دل کی کدورت (اور کھوٹ) کو دور کردے ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا (دل کے کھوٹ کو دور کردیتا ہے) اسکو نسائی نے روایت کیا ہے +

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہر دن میں روزہ رکہتے ہو اور رات بھر عبادت میں رہتے ہو ایسا نہ کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تمپر ایک حق ہے تمہاری آنکھ کا بھی تم پر ایک حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر ایک حق ہے۔ پس روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ سال بھر ہی کا روزہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں (اس سے زیادہ کی) قوت ہے فرمایا تو پھر داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھ لیا کرو کہ ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو (یہ ۷۳ حدیث بیان کرکے) عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ کاش میں رخصت ہی کو قبول کرلیتا (یعنی حضور نے جو آسان صورت بتلائی تھی اُسی کو لے لیتا) اسکو مسلم (اور بخاری و نسائی نے روایت کیا ہے۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا دس دن میں ایک روزہ رکھ لیا کرو تم کو باقی نو دنوں کا بھی ثواب ملیگا میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے فرمایا کہ نو دن میں ایک روزہ رکھ لیا کرو تمکو بقیہ آٹھ دن کا بھی ثواب ملیگا میں نے

ع۵ اس جملہ میں حضور نے اس شخص کے عمل پر کراہت ظاہر فرمائی ہے اور سال بھر کر روزہ رکھنا اگر اس طرح ہو کہ ایام عیدین اور ایام تشریق کا بھی روزہ رکھے تو بالکل حرام ہے اور اگر ان ایام کا روزہ نہ رکھے تو سال بھر روزہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اہل وعیال کی حق تلفی نہ ہو اور عبادات وغیرہ میں کوتاہی نہ ہو اور نیت ریاکی نہ ہو ممکن ہے کہ اس شخص نے ایام تشریق وغیرہ کا بھی روزہ رکھا ہو یا اس کے سال بھر روزہ رکھنے سے اہل وعیال وغیرہ کی حق تلفی ہوتی ہو اسلیے حضور نے اس کے فعل سے کراہت ظاہر فرمائی ۱۲ مترجم

عرض کیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا اچھا تم آٹھ دن میں ایک روزہ رکھ لیا کرو تم کو بقیہ سات دنوں کا بھی ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اِس سے زیادہ کی قوت ہے عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ (اخیر میں) فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن افطار کیا کرو۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھا کرو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ کا افضل طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو نے اس کے بعد بھی یہ کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اس سے (یعنے صوم داؤد سے) بھی افضل کی طاقت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی صورت نہیں۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو نے (یہ واقعہ بیان کرکے) فرمایا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ارشاد کے موافق مہینہ بھر میں تین روزے مان لیتا تو (اسوقت) مجھے اپنے سارے گھر بار اور مال و متاع سے ۴۷
زیادہ محبوب ہے مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ روزے رکھے اُس نے روزہ نہیں رکھا لیکن میں تمکو سال بھر (کے) روزہ کا طریقہ بتلاتا ہوں ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔

ف۔ اِس مقام پر ایک سوال ہوتا ہے وہ یہ کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو مہینہ میں تین روزے ہی رکھنے کو فرمایا تھا اسکے بعد جتنے ارشادات ہوئے اُن کے طلب کے بعد ہوئے۔ اور یقیناً یہ ارشادات لطریق وجوب کے نہ تھے بلکہ بطریق استحباب کے تھے۔ پھر انکو پہلے ارشاد پر عمل کرنے سے کیا مانع تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گو یہ ارشادات بطریق استحباب کے تھے مگر جب عبد اللہ بن عمرو نے خود اپنی درخواست سے افضل طریقہ کو اختیار کرنا چاہا اور اپنی قوت و بلند ہمتی کو ظاہر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طلب پر افضل طریقہ بتلا دیا اور انہوں نے اس کے لیے آمادگی ظاہر کی تو یہ ایک قسم کا معاہدہ حضور کے

ساتھ ہوا۔ اور معاہدہ کے خلاف کرنا باطن کو مضر ہوتا ہے گو معاہدہ امر مستحب ہی کا ہو اسی لئے
مشائخ نے فرمایا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے ذمہ معمول اتنا ہی لازم کرے جس کا نباہ ہو سکے
اگر کسیوقت زیادہ کو جی چاہے تو بغیر التزام کے زیادہ عمل کرلے مگر بہت سے زیادہ کو
معمول نہ بنائے کیونکہ کسی مقدار کو معمول بناکر پھر اس سے کم کرنا بے برکتی کا سبب ہے
نیز اسمیں شیخ سے معاہدہ کرکے خلاف کرنا ہے اور شیخ سے معاہدہ کرکے خلاف کرنا باطن کو
مضر ہوتا ہے۔ اس لئے عبداللہ بن عمرو نے ساری عمر صوم داؤد پر نباہ کیا۔ تاکہ حضور سے
جو معاہدہ کیا تھا اُسکی خلاف ورزی نہ ہو مگر چونکہ بڑھاپے میں اسپر نباہ دشوار معلوم
ہوا اور اس معمول کے فوت ہونیکا اندیشہ ہوا اس لئے تمنا کرتے تھے کہ میں حضور کے
پہلے ارشاد کو مان لیتا تو اچھا تھا کیونکہ اسپر نباہ دشوار نہ تھا۔ اور یہاں سے معلوم
ہوا کہ شیخ اپنی طرف سے مرید کو معمول ایسا ہی بتائے جسپر مداومت دشوار نہ ہو۔ اس کے بعد
اگر طالب زیادہ کی خواہش ظاہر کرے اور اوسکی طلب صادق ہو تو بتدریج زیادتی کرتا جائے

ف۔ اس حدیث میں جو حضور کا یہ ارشاد ہے کہ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اُس نے روزہ ۷۵
نہیں رکھا اِس کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوچکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سال بھر
روزہ رکھنا پسند نہ تھا جبکہ اِس سے حقوق کی حق تلفی ہوتی ہو یا دوسری عبادات
میں کوتاہی ہوتی ہو یا دماغ و بدن پر غلبہ ضعف کا اندیشہ ہو اور غالب حالت یہی ہے
کہ سال بھر روزہ رکھنا ان امور سے خالی نہیں ہوتا البتہ اگر کسی کو ان عوارض سے اطمینان
ہو تو اُسکو سال بھر روزہ رکھنا جائز ہے۔ جسکی دلیل وہ حدیث ہے جسمیں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نوح علیہ السلام ہمیشہ سال بھر روزہ رکھتے تھے بجز اُن دنوں
کے جن میں روزہ کی ممانعت تھی (یعنی عیدین وغیرہ) پس اگر ہمیشہ روزہ رکھنا
مطلق ممنوع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوح علیہ السلام کے اِس فعل کو بدون
انکار کے بیان نہ فرماتے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے ہمیشہ سال بھر روزہ رکھا ہے
بجز ایام محرمہ کے اور علماء نے اُن کے اِس فعل کو محامد میں نقل کیا
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
کہ اگر تم مہینہ میں تین روزے رکھو تو تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخوں میں رکھا کرو۔ اسکو احمد و
ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیاہے اور ترمذی نے اسکو حدیث حسن کہا ہے۔ ابن
ماجہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق قرآن میں اسطرح نازل فرمائی
من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (جو ایک نیکی کرے گا اُسکو دس نیکیوں کا ثواب ملیگا)
پس ایک دن (کا روزہ) دس دنوں کے برابر ہے۔
(۱۳) عبداللہ بن قدامہ بن ملحان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہمکو چاندنی راتوں کے دنوں میں روزہ رکھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے یعنی تیرہ
اور چودہ اور پندرہ تاریخوں کا اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ (ہر مہینہ میں تین روزے رکھ
لینا) یہ سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور نسائی
نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان تین دنوں کے
روزہ) کا امر فرمایا کرتے تھے یعنی ایام بیض کا اور فرماتے تھے کہ یہ (تین روزے) پورے ۷۶
مہینہ کے روزوں کے برابر ہیں۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ نسائی کی سند میں (راوی کا
نام) عبدالملک بن قدامہ آیا ہے مگر صحیح عبدالملک بن قتادہ ہے جیسا کہ ابوداؤد
ابن ماجہ (کی ایک سند) میں عبدالملک بن منہال عن ابیہ بھی آیا ہے **ف** حدیث
کے متن یا سند میں اختلاف واقع ہونیسے حدیث مضطرب ہوجاتی ہے جو ضعیف کے
اقسام میں سے ایک قسم ہے البتہ اگر کسی ایک شق کو ترجیح ہوجائے تو اضطراب رفع
ہوجاتا ہے اور راجح صحیح اور مرجوح ضعیف قرار پاتا ہے پس عبداللہ بن قدامہ کی
حدیث میں بھی حافظ منذری نے اضطراب سند کو ترجیح سے رفع کرنا چاہا ہے۔ اور بعض
محدثین کے نزدیک راوی کے نام میں اختلاف کچھ مضر نہیں اس سے اُن کے نزدیک سند
میں اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ سند میں اضطراب اُس وقت پیدا ہوگا جب راوی
اور مروی عنہ مختلف ہوجائیں۔ ۱۲ منہ مترجم۔

(باقی آئندہ)

(۱۴) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکہنا سال بہر روزہ رکھنا ہے یعنی ایام بیض کا روزہ تیرہویں چودہویں پندرہویں تاریخوں میں اسکو نسائی نے سند جید سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے بھی ۔

(۱۵) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفل روزہ کے متعلق دریافت کیا فرمایا کہ تم ہر مہینہ میں تین دن ایام بیض کے روزے رکھا کرو اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

ف۔ ایام بیض تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں تاریخوں کو کہتے ہیں کیونکہ انکی راتیں پوری روشن ہوتی ہیں ان میں رات بہر چاند چمکتا رہتا ہے اور ان ایام کی فضیلت کا سبب ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام و حوا علیہما السلام کی توبہ انہی راتوں میں قبول ہوئی تھی اور انہوں نے ان تین دنوں کا روزہ رکہا تھا اللہ تعالیٰ کو ان کا عمل پسند آیا اسلئے اولاد آدم کے لئے ان ایام کا روزہ مستحب ہوگیا 77

پیر اور جمعرات کے روزہ کی ترغیب

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن (عالم بالا میں) اعمال کی پیشی ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں (اسلئے آپ جمعرات اور پیر کے روزہ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے) اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیث حسن غریب کہا ہے

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکہتے تہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکہتے ہیں فرمایا کہ پیر اور جمعرات میں ہر مسلمان کی مغفرت ہوجاتی ہے بجز ان دو

شخصوں کے جنھوں نے باہم قطع تعلق کر رکھا ہے اُن کے بارہ میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ آپس میں صلح کرلیں۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور مالک و ابوداؤد و مسلم و ترمذی نے اسکو روزہ کا ذکر حذف کرکے روایت کیا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جمعرات اور پیر کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن میں ہر شخص کو جو مشرک نہو بخشدیتے ہیں بجز اُن دو شخصوں کے جن کے درمیان دشمنی ہو اُن کے بارہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ صلح نہ کریں اور ایک روایت میں مسلم کی یوں آیا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر جو شخص مشرک نہو اسکی مغفرت کردی جاتی ہے بجز اُن دو شخصوں کے جن کے درمیان دشمنی ہو الحدیث۔ اور اسکو طبرانی نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ زمین کے فرشتوں کا دفتر آسمان کے فرشتوں کے دفتروں میں ہر پیر اور جمعرات کو نقل کیئے جاتے ہیں۔ پھر ہر مسلمان کی مغفرت کردی جاتی ہے جو مشرک نہو۔ بجز اُن دو شخصوں کے جن کے درمیان دشمنی ہو **ف** مراد وہ دشمنی ہے جو دنیوی سبب سے ہو اور جو دشمنی دین کیوجہ سے ہو وہ مغفرت سے مانع نہیں کیونکہ بغض فی اللہ تو شرعاً ضروری ہے۔

(۴۷) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ روزہ رکھنا شروع فرماتے ہیں تو افطار کا نام نہیں لیتے اور افطار کرنا شروع فرماتے ہیں تو روزہ کا نام نہیں لیتے مگر دو دن کا روزہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا اگر وہ آپ کے روزہ کے سلسلہ میں آجائیں جب تو آپ اُن میں روزہ رکھتے ہی ہیں اگر افطار کے سلسلہ میں آئیں جب بھی آپ اُن میں روزہ رکھتے ہیں حضور نے پوچھا کہ وہ دونوں کونسے ہیں میں نے عرض کیا پیر اور جمعرات فرمایا ان دو دن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال کی پیشی ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش کیا ہوں۔ اسکو ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند میں دو راوی مجہول ہیں

مولی قدامہ و مولی اسامہ ۔ اور ابن خزیمہ نے اسکو اپنی صحیح میں بواسطہ شرجیل بن سعد کے حضرت اسامہ سے باین الفاظ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں دنوں میں اعمال کی پیشی ہوتی ہے۔

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت اسامہ سے یہ سوال فرمایا کہ وہ دو دن کون سے ہیں حالانکہ حضور کو اپنی عادت خود ہی معلوم تھی اسمیں بظاہر یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طلب و شوق کا حال دریافت کرنا تھا کہ ان کو میری عادت کی تحقیق کامل ہے یا ناقص یا یہ وجہ ہو کہ حضور کی عادت بعض دوسرے ایام میں بھی روزہ رکھنے کی تھی اس لیے آپ نے تحقیق فرمانا چاہا کہ تم کو کن ایام کے روزہ کا سبب معلوم کرنا ہے۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن اعمال کی پیشی ہوتی ہے۔ پھر استغفار کرنیوالوں کی مغفرت کردی جاتی اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور دشمنی والوں کو ان کی ۷۹
دشمنی کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب تک کہ توبہ نہ کریں۔ اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزہ کا اہتمام فرماتے تھے اسکو نسائی و ابن ماجہ و ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بدھ اور جمعرات اور جمعہ اور بار (اتوار) کے روزہ کی ترغیب اور

اُن احادیث کا بیان جن میں جمعہ اور بار کے دن کو روزہ کیلئے خاص کرنے کی ممانعت آئی ہے

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھے اس کے لیے جہنم سے برأت لکھدی جاتی ہے اسکو

ابویعلی نے روایت کیا ہے +

(۲) ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدہ اور جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے اللہ تعالی اُس کے لئے جنت میں ایسا شفاف چمکدار محل بنائیں گے جس کا اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے نظر آئے گا اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور معجم کبیر میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کو روایت کیا ہے۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص بدہ اور جمعرات وجمعہ کو روزہ رکھے اللہ تعالی اُس کے لئے جنت میں ہیرے اور یاقوت اور موتیوں کا محل بنائیں گے اور اُس کے لئے جہنم سے برأت لکھدی جائیگی اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے۔

(۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدہ اور جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن صدقہ بھی کرے تھوڑا ہو یا بہت اُس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے جو اُس نے کئے ہوں یہاں تک کہ ایسا ہو جائیگا جیسا ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا تھا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے + ۸۰

(۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن روزہ رکھے اللہ تعالی اُس کے لئے دس دنوں (کے روزے) کا ثواب لکھیں گے اور وہ دس دن آخرت کے ایام میں سے ہوں گے۔ جن سے دنیا کے ایام کو کچھ بھی مناسبت نہیں (کیونکہ آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار دنوں کے برابر ہوتا ہے) اسکو بیہقی نے بواسطہ ایک جشمی کے ابوہریرہ سے اور بواسطہ ایک اشجعی کے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں راویوں کا نام ظاہر نہیں کیا اور یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اُس صورت پر محمول ہے جبکہ جمعہ سے پہلے جمعرات کا بھی روزہ رکھے یا اُس کے بعد بار کے دن روزہ رکھنے کا ارادہ ہو

(کیونکہ آئندہ معلوم ہوگا کہ خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے)

(۶) عبید اللہ بن مسلم قریشی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سال بھر روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا حضور نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے گھر والوں کا بھی تمہارے ذمہ حق ہے پس رمضان روزے رکھو اور اس مہینہ کا جو اس کے متصل ہے اور ہر بدھ اور ہر جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو اس صورت میں تم نے سال بھر کا روزہ بھی رکھ لیا اور افطار بھی کر لیا (یعنی اس صورت میں تم کو سال بھر کے روزے کا ثواب مل جائے گا) اسکو ابوداؤد و نسائی و ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب بتلایا ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں ✦

(۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب راتوں میں سے جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص نکرو اور سب دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے لیئے خاص نکرو ہاں اگر کسی کے روزہ کے سلسلہ میں جمعہ بھی آجائے تو مضائقہ نہیں اسکو مسلم و نسائی نے روایت کیا ہے ✦ ۸۱

(۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص (تنہا) جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے ہاں اگر اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن پیچھے بھی روزہ رکھے تو (اس صورت سے جمعہ کے روزہ کا) مضائقہ نہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ نے بھی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جمعہ کا دن (مسلمانوں کے لئے) عید کا دن ہے پس اپنے عید کے دن کو روزہ کا دن نہ بناؤ البتہ اگر اس سے پہلے یا پیچھے بھی روزہ رکھو تو کچھ حرج نہیں

(۹) ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کا روزہ تھا تو حضور نے دریافت فرمایا کیا تم نے کل (جمعرات کو) بھی روزہ رکھا تھا۔

(کیونکہ آیندہ معلوم ہوگا کہ خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکہنے کی ممانعت ہے)

(۶) عبید اللہ بن مسلم قریشی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سال بہر روزہ رکہنے کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے گہر والوں کا بہی تمہارے ذمہ حق ہے۔ پس رمضان روزے رکہو اور اس مہینہ کا جو اس کے متصل ہے اور ہر بدہ اور ہر جمعرات کو روزہ رکہہ لیا کرو اس صورت میں تمنے سال بہر کا روزہ بہی رکہہ لیا اور افطار بہی کرلیا (یعنی اس صورت میں تم کو سال بہر کے روزے کا ثواب مل جائے گا) اسکو ابوداؤد ونسائی وترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب بتلایا ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں *

(۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب راتوں میں سے جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص نکرو اور سب دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے لیئے خاص نکرو ہاں اگر کسی کے روزہ کے سلسلہ میں ۸۱
جمعہ بہی آجائے تو مضائقہ نہیں اسکو مسلم ونسائی نے روایت کیا ہے *

(۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص (تنہا) جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکہے ہاں اگر اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن پیچہے بہی روزہ رکہے تو (اس صورت سے جمعہ کے روزہ کا) مضائقہ نہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور مسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ نے بہی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جمعہ کا دن (مسلمانوں کے لئے) عید کا دن ہے پس اپنے عید کے دن کو روزہ کا دن نہ بناؤ۔ البتہ اگر اس سے پہلے یا پیچہے بہی روزہ رکہو تو کچہ حرج نہیں

(۹) ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کا روزہ تہا تو حضور نے دریافت فرمایا کیا تم نے کل (جمعرات کو) بہی روزہ رکہا تہا۔

انہوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کیا کل (بارکو) بہی روزہ کا ارادہ رکہتی ہو عرض کیا نہیں حضور نے فرمایا تو تم روزہ توڑ دو (کیونکہ تم نے خصوصیت کے ساتہہ جمعہ کا روزہ رکہا ہے) اسکو بخاری و ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(۱۰) محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تہے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں قسم ہے رب البیت کی۔ اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

(۱۱) عامر بن ابی عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جمعہ کا دن تمہاری عید کا دن ہے اس میں روزہ نہ رکہو مگر یہ کہ اس سے پہلے یا پیچہے بہی روزہ رکہو (تو مضائقہ نہیں) اسکو بزار نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

(۱۲) ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جمعہ کی رات میں (عبادت کے لئے) جاگتے اور دن میں روزہ رکہتے تہے ایک دفعہ (جمعرات کو) ۸۲
ان کے پاس حضرت سلمان (فارسی) آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بہائی بہائی بنا دیا تہا اور وہ (رات کو) انہی کے پاس سوئے تو ابوالدرداء نے رات میں (عبادت کے لئے) قیام کرنا چاہا حضرت سلمانؓ ان کے پاس گئے اور اٹہنے نہ دیا یہاں تک کہ وہ سو رہے اور (صبح کو جمعہ کے دن) افطار بہی کیا اسکے بعد ابوالدرداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور (رات کا سارا قصہ آپکو سنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عویمر[1] سلمان تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ تم جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے خاص نہ کیا کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں سند جید سے روایت کیا ہے۔

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف لاکر مہاجرین و انصار میں باہم اخوت قائم کر دی تہی کہ نام لیکر فرما دیا تہا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بہائی ہے ابتداء اسلام میں اس اخوت کی وجہ سے مہاجرین و انصار میں توارث بہی جاری ہو گیا تہا

[1] یہ ابوالدرداء کا نام ہے ۱۲ ظ

کہ ایک دوسرے کی میراث پاتا تھا بعد میں حکم توارث منسوخ ہوگیا اور ہمدردی و اعانت کا حق باقی رہ گیا۔

ف۔ محدث جب کسی سند کو جید کہتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ سند درجہ حسن سے بالا اور درجہ صحیح کے قریب ہے۔

ف۔ جمہور حنفیہ کے نزدیک تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنا بھی بلا کراہت جائز اور مستحب ہے اور بعض نے اِن احادیث کی وجہ سے اِس صورت کو مکروہ کہا ہے مگر جمہور حنفیہ یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ اعتقاداً جمعہ کے روزہ کا ایسا اہتمام نہ کیا جائے کہ روزہ کے ذریعہ سے اسکی تعظیم کا اظہار کیا جائے۔ اور چونکہ درستی اعتقاد میں عملی تنبیہ کو بہت زیادہ دخل ہے اِس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کا روزہ جمعہ کے دن افطار کرا دیا تاکہ اعتقاداً تخصیص جمعہ کا اہتمام باطل ہو جائے۔ پس اگر کوئی شخص تخصیص اعتقادی کے ساتھ اب بھی جمعہ کا روزہ رکھے اور روزہ رکھ کر اس دن کی تعظیم ظاہر کرے تو مکروہ ہوگا اور اگر اعتقادی تخصیص نہ ہو محض عملی تخصیص ہو تو روزہ مکروہ نہ ہوگا جیسا پیر اور جمعرات کا روزہ مکروہ نہیں 87
شاید یہاں یہ سوال ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ اور پیر اور جمعرات کے روزہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے تو تخصیص اعتقادی میں کیا حرج ہے اِس کا جواب یہ ہے کہ جس تخصیص اعتقادی سے منع کیا گیا ہے وہ یہ درجہ نہیں جو ان فضائل پر مبنی ہو بلکہ وہ یہ درجہ ہے کہ کسی دن کو روزہ کے واسطے مخصوص سمجھا جائے کہ یہ دن روزہ ہی کے واسطے ہے افطار کے واسطے نہیں اور یوں سمجھے کہ اس دن کی عظمت اسکو مقتضی ہے کہ اِس میں روزہ رکھا جائے جیسا یہود اسی خیال کی بناء پر بار کے دن روزہ رکھتے تھے تو ایسی تخصیص مکروہ ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ اس دن میں افطار سے اعتقاد اگراں ہو۔ اور افطار کرنے والوں کو بُری نگاہ سے دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درجہ کو مٹانا چاہا ہے۔ چنانچہ اب عام طور پر سب مسلمان سمجھ گئے ہیں کہ جمعہ کا دن روزہ کے واسطے مخصوص نہیں نہ اُسکی رات عبادت کے واسطے

مخصوص ہے کوئی روزہ رکھے تو ثواب ہے نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں اِس اعتقاد کے ساتھ تنہا جمعہ کا روزہ بھی مکروہ نہیں بلکہ ثواب و مستحب ہے اور اگر کسی کا عقیدہ اس سے آگے بڑھا ہوا ہو اور وہ جمعہ کی تعظیم کے لئے روزہ رکھے تو اُس کے لئے تنہا جمعہ کا روزہ مکروہ ہے یہ تفصیل ہے جمہور حنفیہ کے قول کی جیسا یہ احقر سمجھا ہے اور اس کے بعد بھی احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کا روزہ ایک دن آگے یا پیچھے ملاکر رکھا جائے تاکہ ظاہر حدیث پر پوری طرح عمل ہوجاوے و اللہ اعلم بالصواب

(۱۳) عبداللہ بن بسر اپنی بہن صماء سے روایت کرتے ہیں کہ بار کے دن روزہ نہ رکھو سوا اُس صورت کے جبکہ فرض روزہ کے دنوں میں آجائے اور اگر کسیکو انگور کی چھال یا درخت کی شاخ کے سوا کچھ نہ ملے تو وہ اسی کو چبالے (اور روزہ توڑ دے) اسکو ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا ہے اور نسائی و ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ابو داؤد نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ اور اسکو نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ نے عبداللہ بن بسر سے بلا واسطہ اُن کی بہن کے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اسکو عبداللہ بن شقیق کی روایت سے بھی ذکر کیا ہے وہ اپنی پھوپی صماء سے جو بسر کی بہن ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو تر شاخ کے سوا کچھ نہ ملے تو وہ اُسی سے روزہ توڑ دے ۸۴
حافظ منذری فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اُس صورت میں ہے جبکہ تنہا بار کے دن روزہ رکھے کیونکہ ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے۔ سوا اس صورت کے کہ اس سے پہلے ہی ایک دن روزہ رکھے یا ایک دن بعد میں روزہ رکھے تو اس طرح بار کے دن روزہ رکھنا جایز ہے۔

ف بار کے دن تنہا روزہ رکھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس میں یہود کی مشابہت ہے وہ اس دن کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے تھے۔

؎ قال المنذری الصماء بکسر اللام و بالحاء المہملۃ ممدودا ہو القشر ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

اسلئے ہمکو اس دن میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور اگر کوئی شخص مشابہت یہود کے قصد سے اس دن میں روزہ رکھے گا تو کراہیت تحریمیہ کا مرتکب ہوگا (صرح بہ فی الدر دالشامیۃ) اور چونکہ جمعہ کے روزہ میں کسی کافر جماعت کی مشابہت نہیں تو اُس کا روزہ تنہا رکھنا مکروہ تنزیہی بھی نہیں البتہ اگر کوئی شخص روزہ کے ذریعہ سے جمعہ کی تعظیم کا قصد کرے تو مکروہ ہوگا ایسی قصد تعظیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹانا چاہا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمعہ کا دن معظم نہیں یا اسکی تعظیم نہ کی جائے کیونکہ شریعت نے دوسرے طریقوں سے اسکی تعظیم کو خود ظاہر کیا ہے۔ جیسے غسل اور تبدیل لباس واستعمال مسواک وعطر وغیرہ بلکہ مطلب یہ ہے کہ روزہ کو جمعہ کی تعظیم کا ذریعہ نہ بناؤ جیسا یہود بار کی تعظیم روزہ سے ظاہر کرتے تھے کیونکہ روزہ عبادت ہے اور عبادات صرف اسواسطے موضوع ہیں کہ ان سے معبود کی عظمت ظاہر کیجائے خوب سمجھ لو۔

(۱۴) حضرت ام سلمہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنیچر اور اتوار کے دن اکثر روزہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دن مشرکین کی عید کے دن ہیں تو میں اُنکی مخالفت کرنا چاہتا ہوں اسکو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور اُن کے سوا دوسروں نے بھی روایت کیا ہے۔ ۸۵

ف اس سے بھی معلوم ہوا کہ سنیچر کے روزہ میں فی نفسہ کچھ قباحت نہیں صرف تشبہ یہود کی وجہ سے اس سے منع کیا گیا تھا چنانچہ جب دوسرے موقع میں کفار نے اس دن کے روزہ کو بُرا سمجھا تو حضور نے اُن کی غلطی ظاہر فرمانے کے لئے بارہا اتوار کا روزہ رکھکر اُن کی مخالفت عملاً بھی کی اور قولاً بھی خوب سمجھ لو۔

صوم داؤدی کی ترغیب

یعنے

ایک دن روزہ رکھنا ایک دن نہ رکھنا

حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مجھسے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر دن روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے
عرض کیا بیشک یا رسول اللہ فرمایا اگر تم ایسا (ہمیشہ) کروگے تو آنکھیں (اندر کو) گڑ[۵] جائیں گی
اور دل پژمردہ ہو جائے گا۔ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے (حقیقت میں) روزہ نہیں
رکھا ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھ لینا یہ مہینہ بھر کا روزہ ہے (یعنی اس سے مہینہ بھر
کے روزوں کا ثواب مل جائے گا ۱۲) میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی قوت طاقت
ہے حضور نے فرمایا اچھا تم داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھ لیا کرو وہ ایک دن روزہ
رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور مقابلہ کے وقت (کفار کے سامنے سے) بھاگتے
نہ تھے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
معلوم ہوا ہے کہ تم روزہ ہی رکھتے رہتے ہو افطار نہیں کرتے اور رات بھر نماز پڑھتے ہو
ایسا نہ کرو کیونکہ آنکھ کا بھی کچھ حق ہے تمہاری جان کا بھی کچھ حق ہے تمہارے گھر والوں کا
بھی کچھ حق ہے روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز بھی پڑھو اور کچھ سویا بھی کرو۔ دس دن
میں ایک روزہ رکھ لیا کرو۔ تم کو بقیہ نو دنوں (کے روزوں) کا بھی ثواب مل جائے گا۔ ۸۶
انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے اندر اس سے زیادہ کی قوت پاتا ہوں حضور نے فرمایا
اچھا داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھ لیا کرو عرض کیا کہ ان کے روزہ کا کیا طریقہ تھا
فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے ایک دن افطار کرتے تھے اور مقابلہ کے وقت بھاگتے
نہ تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ صوم داؤد علیہ السلام سے بڑھکر کوئی روزہ نہیں آدھے
سال کا روزہ (اس طرح کہ) ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو اسکو بخاری و مسلم وغیرہما
نے روایت کیا ہے۔

ف سوال داؤد علیہ السلام کے روزہ کے بیان میں حضور نے جو یہ فرمایا کہ وہ مقابلہ
کے وقت بھاگتے نہ تھے اس بات کو روزہ سے کیا مناسبت ہے؟ پھر اسکو روزہ کے
ساتھ کیوں بیان کیا گیا جواب۔ مناسبت یہ ہے کہ بتلا دیا گیا کہ داؤد علیہ السلام باوجود

---

۵ ھجمت العین بفتح الهاء والجیم ای غارت وظهر علیها الضعف ونفهت النفس بفتح النون
وکسر الفاء ای کلت وملت واعیت والزور بفتح الزاء هو الزائر الواحد والجمیع فیه سواء قاله المنذری ۱۲ منہ

اِستقدر مجاہدہ کے ایک دن روزہ رکہتے تہے ایک دن افطار کرتے تہے دوسری عبادات میں کمی نہ کرتے تہے بلکہ اتنے روزے رکہنے کے بعد بہی وہ دوسری عبادات میں ایسے پختہ اور مستعد تہے کہ جہاد میں بہاگنا جانتے ہی نہ تہے۔ پس داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکہنے والا وہ شخص ہوگا جو ایک دن روزہ رکہنے اور ایک دن افطار کرنے کے ساتہہ دوسری عبادات میں بہی پختہ اور مستعد رہے اور اگر صرف روزہ میں مشابہت کرلی مگر دوسری عبادات میں سست ہوگیا تو اُس کے روزہ کو داؤد علیہ السلام کے روزہ سے ظاہری مشابہت ہوگی حقیقی مشابہت نہوگی نیز اس میں اسپر بہی تنبیہ ہے کہ صوم داؤد کی ہمت اُس شخص کو کرنا چاہیئے جو یہ جانتا ہو کہ اس کے بعد دوسری عبادات میں بہی مستعد و پختہ رہے گا اور جسکو اس طرح روزہ رکہنے سے دوسری عبادات ضروریہ میں کوتاہی کا اندیشہ ہو اسکو اسکی ہمت نہ کرنا چاہیئے ۱۲۔ مترجم۔

مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکہہ لیا کرو جو اللہ کے نزدیک روزہ کا افضل طریقہ ہے اور مسلم و ابوداؤد کی ایک روایت ۸۷
میں آیا ہے کہ ایک دن روزہ رکہو ایک دن افطار کرو یہ روزہ کا بہترین طریقہ ہے یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے میں نے عرض کیا کہ مجہے اِس سے بہی افضل کی طاقت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔ اور نسائی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ کا محبوب ترین طریقہ داؤد علیہ السلام کے روزہ کا طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکہتے ایکدن افطار کرتے تہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں سال بہر روزہ رکہتا اور رات میں قرآن (پورا) پڑہ لیا کرتا تہا پہر یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے میرا حال عرض کیا یا آپ نے خود مجہہ بلا بہیجا اور میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا مجہے معلوم ہوا ہے کہ تم ہمیشہ روزہ رکہتے ہو اور ہر رات میں (پورا) قرآن پڑہ لیتے ہو میں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ (میں ایسا کرتا ہوں) مگر میری نیت بہلائی کے سوا کچہہ نہیں (یعنی میری نیت ریا

وضو وغیرہ کی نہیں ہے) حضور نے فرمایا کہ تمکو ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھہ لینا کافی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری بی بی کا بھی تمپر حق ہے تمہارے مہمان کا بھی تمپر حق ہے تمہارے بدن کا بھی تمپر حق ہے اچھا تم نبی اللہ داؤد علیہ السلام کا روزہ اختیار کرلو کیونکہ وہ سب آدمیوں سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ داؤد علیہ السلام کے روزہ کا کیا طریقہ ہے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن ایک مہینہ میں پڑھا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اس سے زیادہ کی ہمت ہے فرمایا اچھا بیس دن میں پڑھ لیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے فرمایا تو دس دن میں پڑھ لیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اس سے بھی زیادہ کی قوت ہے فرمایا اچھا سات دن میں پڑھ لیا کرو اسپر زیادتی نہ کرو کیونکہ تمہاری بی بی کا بھی تمپر حق ہے تمہارے پاس آنے جانے ۸۸
والوں کا بھی تمپر حق ہے تمہارے بدن کا بھی تمپر حق ہے۔

(۲) عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزوں میں سب سے محبوب ترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور نمازوں میں سب سے زیادہ محبوب داؤد علیہ السلام کی نماز ہے وہ آدھی رات سوتے تہائی رات عبادت کرتے اور چھٹے حصہ میں (پھر) سو رہتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے۔ اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے

عورت کو اس بات پر دھمکی
کہ شوہر کی موجودگی میں بدوں اسکی اجازت کے نفل روزہ رکھے

(۱) حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(باقی آئندہ)

عورت کو جائز نہیں ہے کہ اُسکی موجودگی میں بدون اُسکی اجازت کے روزہ رکھے اور اُسکے گھر میں بھی بدون اُسکی اجازت کے کسی کو آنے کی اجازت دے۔ اسکو بخاری ومسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور احمد نے سند حسن سے روایت کرکے اتنا زیادہ کیا ہے "مگر رمضان" (یعنی رمضان کے روزہ کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ابوداؤد کی بعض روایات میں بھی یہ قید آئی ہے اور ترمذی وابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ عورت کو شوہر کی موجودگی میں ماہ رمضان کے سوا کسی دن کا روزہ بدون اُسکی اجازت کے نہ رکھنا چاہیئے۔ ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ترمذی کے موافق ہی روایت کیا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی بغیر اجازت کے (نفل) روزہ رکھے پھر وہ اُسے کسی کام کے لئے تکلیف دینا چاہے اور یہ اُس سے انکار کرے اللہ تعالےٰ اُس کے اوپر تین گناہ کبیرہ لکھیں گے اسکو طبرانی نے اوسط میں بقیہ (بن ولید راوی) کی روایت سے بیان کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے اور اسمیں نکارت بھی ہے واللہ اعلم۔ ۸۹

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کا ایک حق بیوی پر یہ ہے کہ وہ نفل روزہ بدون اُسکی اجازت کے نہ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو بھوکی اور پیاسی ہی رہے گی اور (خدا کے نزدیک) روزہ قبول نہ ہوگا یہ حدیث پوری باب نکاح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

مسافر کو روزہ سے ممانعت

اور

افطار کی ترغیب جبکہ روزہ اُسپر گراں ہو

(۱) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں رمضان کے مہینہ میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب

کراع[۱] الغمیم میں پہونچے تو آپ کا بھی روزہ تھا اور سب لوگوں کا بھی روزہ تھا۔ پھر آپ نے پانی کا پیالہ منگایا اور اُسکو ہاتھ میں اُٹھایا یہاں تک کہ سب لوگوں نے اُس کو دیکھ لیا پھر آپ نے اُس کو نوش فرمایا اس کے بعد حضور سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگ اب بھی روزہ سے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور نے دوبارہ فرمایا کہ یہ لوگ نافرمان ہیں یہ لوگ گنہگار ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ (جب آپ روزہ کی حالت ہی میں کراع الغمیم تک پہونچ گئے تو) آپ سے عرض کیا گیا کہ روزہ لوگوں پر گراں گذر رہا ہے مگر وہ آپ کے عمل کو دیکھ رہے ہیں (کہ آپ روزہ نہ رکھیں تو وہ بھی نہ رکھیں گے ورنہ آپ کا اتباع کریں گے۔ گو سفر کی وجہ سے روزہ اُن پر کیسا ہی گراں ہو) تب آپ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگایا۔ الحدیث اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

ف۔ سوال۔ سفر میں روزہ رکھنا حرام تو نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ پھر حضور نے ان لوگوں کو جنہوں نے حضور کے افطار کے بعد بھی روزہ رکھا نافرمان کیوں فرمایا۔

٩٠ **جواب**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب کو دکھلا کر پانی پیا تھا اُس سے مقصود ہی یہ تھا کہ لوگ افطار کر دیں کیونکہ روزہ سے اُنپر گرانی ہو رہی تھی۔ اگر دوسروں کی رعایت مدنظر نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افطار کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ حضور کو خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ قوت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ پے در پے مسلسل روزے رکھا کرتے تھے کہ درمیان میں افطار بھی نہ کرتے تھے اور اُمت کو اس سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ تم مجھ جیسے نہیں ہو مجھے اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے رہتے ہیں۔ جب حضور نے صحابہ کی خاطر سے افطار کر لیا تو اب بعضوں کا افطار نہ کرنا گویا حضور کے انعام کو رد کرنا تھا۔ نیز گویا اپنے کو حضور سے زیادہ باہمت ظاہر کرنا تھا۔ اور رمضان کے زمانہ میں روزہ توڑنے سے کراہت کا اظہار تھا۔ گو جان کو بن جاوے اور شریعت کی رخصت و آسانی سے انکار تھا اسلئے حضور نے ان لوگوں کو نافرمان فرمایا خوب سمجھ لو۔

---

[۱] حاشیہ کراع الغمیم قال المنذری ہو موضع علی ثلاثۃ امیال من عسفان وکراع بضم الکاف والغیم بفتح الغین المعجمۃ ۱۲ منہ

(۲) حضرت جابرؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے ایک شخص پر لوگوں کا اجتماع دیکھا کہ اُسپر سایہ کر رہے ہیں حضور نے دریافت فرمایا کہ اسکو کیا ہوا عرض کیا گیا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ کی اُس رخصت (و سہولت) کو ضرور لیلو جو تم کو عطا کی گئی ہے۔ اسکو بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جس کے اوپر ایک درخت کے سایہ میں پانی چھڑکا جا رہا تھا حضور نے فرمایا اِس شخص کا کیا حال ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ روزہ دار ہے حضور نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ہے۔ تم اللہ کی رخصت کو جو تمہیں عطا کی گئی ہے لیلو اور اُسکو قبول کرو۔

(۳) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ سے آرہے تھے کہ ایک دن سخت گرمی میں ہم کو 91
جانا ہوا پھر راستہ میں اُترنا ہوا تو ایک شخص رستہ سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے چلا گیا اور اُس کے ساتھی اُسکو گھیر کر بیٹھ گئے اور وہ بیمار کی طرح لیٹ گیا۔ جب اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا فرمایا تمہارے آدمی کا کیا حال ہے لوگوں نے عرض کیا روزہ دار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ہے۔ تم اُس رخصت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہے لیلو اور قبول کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔

(۴) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کا واقعہ اور ایسا ہی ارشاد نبوی منقول ہے جس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اُسکے راوی صحیح کے راوی ہیں

(۵) کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ہے اِسکو نسائی و ابن ماجہ نے سند صحیح سے روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اور اُن کے راوی صحیح کے

راوی ہیں۔

(٦) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے جس کو ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

(٧) عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسے حضر میں افطار کرنے والا اسکو ابن ماجہ نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے اور نسائی نے سند حسن سے باین الفاظ روایت کیا ہے کہ یوں کہا جاتا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا ایسا ہے جیسے حضر میں افطار کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا جیسے حضر میں افطار کرنے والا (حافظ) منذری فرماتے ہیں کہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا کہا جاتا تھا کیا مرفوع کے حکم میں ہے یا موقوف ہو اسکے متعلق محدثین و اصولیین میں اختلاف مشہور ہے جسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب صحابی اس قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرف
نسبت نہ کرے تو موقوف ہوگا واللہ اعلم۔ ٩٢

(٨) ابو طعمہ رض سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر کے پاس تھا ایک شخص آکر کہنے لگا کہ اے ابو عبد الرحمٰن عــه مجھے سفر میں روزہ رکھنے کی قوت اور طاقت ہے (تو کیا مجھے جائز ہو کہ میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں) عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رخصت (و سہولت) کو قبول نہ کرے اسپر عرفہ کے پہاڑوں کی برابر گناہ ہوگا اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ حافظ ابو الحسن رح فرماتے تھے کہ امام احمد کی سند حسن ہو اور امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم۔

(٩) عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنی رخصتوں (اور سہولتوں) کے اختیار کرنے کو ایسا ہی پسند فرماتے ہیں جیسا معصیت کے ارتکاب سے نفرت فرماتے ہیں اسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور

عــه یہ عبد اللہ بن عمر کی کنیت ہے ١٢

باقی آئندہ

اور بزار و طبرانی نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنی رخصتوں پر عمل کرنے کو ایسا ہی پسند فرماتے ہیں جیسا معصیت کے ترک کو پسند فرماتے ہیں۔ اور طبرانی نے اوسط و کبیر میں عبد اللہ بن یزید بن آدم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو الدرداء و واثلہ بن اسقع و ابو امامہ و انس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رخصتوں کے قبول کرنے کو ایسا ہی پسند فرماتے ہیں جیسا بندہ اپنی مغفرت کو پسند کرتا ہے۔

(۱۰) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رخصتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں اسکو بزار نے سند حسن سے اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے **ف** **عزیمت** اصلی حکم کو کہتے ہیں اور **رخصت** وہ حکم ہے جو عارض کیوجہ سے آسانی صورت میں عطا کیا جاتا ہے۔ مثلاً مقیم پر بحالت اقامت ظہر و عصر و عشاء میں چار رکعت فرض ہیں اور رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے یہ حکم عزیمت ہے۔ او مسافر بسفر شرعی کو نماز میں چار رکعات کے بجائے دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے اور روزہ کے افطار کی اجازت ہے یہ رخصت ہے پھر کبھی تو رخصت پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے جیسا نماز میں مسافر کو ہر حالت میں دو رکعت پڑھنا واجب ہے اگر چار پڑھے گا گناہ ہوگا یا سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف و مشقت ہوتی ہو تو افطار واجب ہے روزہ رکھے گناہ ہوگا۔ جن احادیث میں سفر کے روزہ کو اچھا نہیں کہا گیا وہ ایسی حالت پر محمول ہیں جبکہ روزہ سے مشقت ہوتی ہو جیسا آیندہ روایات سے واضح ہو جائے گا۔ مگر نماز میں خواہ مشقت ہو یا نہو ہر حالت میں مسافر کو دو ہی رکعت پڑھنے کا حکم ہے واللہ اعلم

(۱۱) حضرت انس رضہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعض لوگ ہمارے اندر روزہ دار تھے اور بعض روزہ سے نہتے ایک دن سخت گرمی میں ایک جگہ پڑاؤ کیا گیا تو سب سے زیادہ سایہ میں وہ شخص تھا

جنکے پاس سبیل تہا ورنہ بعض لوگ تو ہاتھ ہی کی آڑ کرکے دہوپ سے بچ رہے تھے اس لئے روزہ دار تو گر پڑے اور جن کا روزہ نہتا وہ کہڑے ہوکر خیمہ نصب کرنے اور سواریوں کو پانی پلانے میں مشغول ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سارا ثواب ان لوگوں نے لوٹ لیا جن کا روزہ نہتا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

(۱۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کی ۱۶ ارکو غزوہ (فتح مکہ کے لئے کوچ) کیا تو بعض لوگ روزہ دار رہتے اور بعض نے افطار کر دیا تہا پہر نہ تو روزہ داروں نے افطار کرنیوالوں پر اعتراض کیا اور نہ افطار کرنیوالوں نے روزہ داروں پر اعتراض کیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ سب یہ سمجہتے تہے جس میں قوت ہو وہ اگر روزہ رکہے تو اچہا ہے اور جس میں ضعف ہو وہ اگر افطار کردے تو یہ بہی اچہا ہے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (حافظ) منذری فرماتے ہیں کہ علماء کا اسمیں اختلاف ہے کہ سفر میں روزہ رکہنا اچہا ہے یا افطار کرنا۔ حضرت انس بن مالک (صحابی رضی اللہ عنہ) کا قول تو یہ ہے کہ روزہ رکہنا افضل ہے اور حضرت عثمان بن ابی العاص سے بہی ایسا ہی منقول ہے اور ابراہیم نخعی وسعید بن جبیر وسفیان ثوری وابو ثور اور اصحاب الرائے (یعنی حنفیہ) بہی اسی طرف گئے ہیں۔ اور مالک وفضیل بن عیاض و شافعی رح فرماتے ہیں کہ جو شخص روزہ کی طاقت رکہتا ہو اس کے لئے روزہ رکہنا ہمارے نزدیک اچہا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وسعید بن المسیب و شعبی اور اوزاعی و احمد بن حنبل و اسحٰق بن راہویہ کا قول یہ ہے کہ مسافر کو ہر حالت میں افطار کرنا ہی افضل ہے اور عمر بن عبد العزیز وقتادہ ومجاہد رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ دونوں میں جو زیادہ آسان ہو وہی افضل ہے حافظ ابو بکر بن المنذر نے بہی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہ قول عمدہ ہے واللہ اعلم ۹۴

ف میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک مسافر کے لئے روزہ رکہنا مطلقاً افضل نہیں بلکہ اسوقت افضل ہے جبکہ روزہ سے اوسپر یا اوس کے رفقاء سفر پر

مشقت نہ ہو ورنہ افطار ہی افضل ہے قال فی الدر و یندب للمسافر الصوم لآیۃ
وان تصوموا خیر لکم ان یضرہ فان شق علیہ او علی رفیقہ فالفطر افضل
لموافقتہ الجماعۃ اھ (ص۱۱۶ ج۲) اور اس کے بعد غالباً سب اقوال کا حاصل ایک ہی
ہے محض لفظی اختلاف باقی رہ جاتا ہے ۱۲ مترجم

سحور کی ترغیب
خصوصاً
چھوارہ کے ساتھ

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے اسکو بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ۹۵

(۲) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق سحری کھانے سے ہے (کیونکہ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے) اسکو مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

(۳) حضرت سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت تین چیزوں میں ہے (۱) جماعت میں (۲) ثرید میں (۳) سحری کھانے میں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں مگر ایک راوی ابو عبداللہ بصری کا حال معلوم نہیں ہوا کہ وہ کون ہیں

ف جماعت میں برکت ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جو کام مسلمانوں کی جماعت ملکر کرے اس میں برکت ہوگی اور ثرید سے مراد گوشت ہے جس میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر پکائے گئے ہوں۔

(۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اور فرشتے سحری کہانے والوں پر رحمت نازل فرماتے اور اُنکو دعا دیتے ہیں اسکو طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے

ف اس حدیث سے سحری کی برکت کی تفسیر معلوم ہوگئی کہ وہ برکت یہ ہے کہ اللہ تعالی سحری کہانے والے پر رحمت خاصہ نازل فرماتے اور فرشتے اسکو دعا دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جسپر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہو اور ملائکہ دعا دیں اُسکو دین و دنیا کی کیا کچھہ نعمتیں حاصل ہونگی اور سحری سے نماز روزہ میں جو کچھہ سہولت اور قوت حاصل ہوتی ہے وہ تو ظاہر ہے۔

(۵) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سحری کہانے کو بلایا اور فرمایا کہ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ اسکو ابوداؤد و نسائی نے و ابن حبان و ابن خزیمہ نے صحیح میں روایت کیا ہے (حافظ) فرماتے ہیں کہ سب نے اس حدیث کو حارث بن زیاد کے واسطہ سے ابورہم سے حضرت عرباض سے روایت کیا ہے اور حارث سے بجز یونس بن سیف کے کسی نے روایت نہیں کی اور ابوعمر نمیری نے حارث کو مجہول بتلایا ہے اور کہا وہ ابورہم سے روایت کرتے ہیں اور اُنکی حدیث منکر ہے۔ 97

ف میں کہتا ہوں کہ ابن خزیمہ و ابن حبان کا اپنی صحیح میں اس حدیث کو لانا اسکی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک حدیث صحیح ہے اور محدثین کا تصحیح میں اختلاف مضر نہیں پس حدیث حسن ہے +

(۶) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھہ سے) فرمایا آؤ برکت کا کہانا کہالو یعنی سحری۔ اسکو ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کہا کر دن کو روزہ رکہنے کے لئے قوت حاصل کرو اور قیلولہ کر کے

رات کو اٹھنے کے لئے قوت حاصل کرو اسکو ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بیہقی نے سب نے زمعہ بن صالح کے واسطہ سے سلمہ سے (جو وہرام کے بیٹے ہیں) عکرمہ سے ابن عباس سے روایت کیا ہے مگر ابن خزیمہ کی روایت میں لفظ قیلولۃ النہار آیا ہے (جس سے معنی میں کچھ تفاوت نہیں ہوتا ۱۲) **ف** مطلب یہ ہے کہ سحری کہاؤ اس سے دن کو روزہ رکھنے میں سہولت و قوت ہوگی اور دوپہر کو سویا کرو اس سے رات کو اٹھنے میں آسانی ہوگی۔

(۸) عبداللہ بن حارث ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ سحری کہا رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہو اسکو مت چھوڑنا۔ اِس حدیث کو نسائی نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

(۹) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جتنا بھی کہالیں اُن سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ حساب (اور مؤاخذہ) نہوگا۔ بشرطیکہ کہانا حلال ہو (حرام و مشتبہ نہو) (۱) روزہ دار (افطار کے وقت) (۲) سحری کہانے والا (۳) اللہ کے راستہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرنے والا اسکو بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے ۹۷

ف بعض حضرات صوفیہ نے جن پر فلسفیت غالب ہے، یہ لکہدیا ہے کہ روزہ کی روح تقلیل طعام ہے یعنی رمضان میں دوسرے دنوں سے غذا کم کہانا تو جو شخص رمضان میں اور دنوں کے برابر یا اس سے بھی زیادہ کہاتا ہے اس نے روزہ کی روح کو باطل کر دیا۔

حضرت حکیم الامۃ نے چند مواعظ میں اِس قول کو رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ افطار و سحری میں زیادہ کہانیسے روح صوم ہرگز باطل نہیں ہوتی اگر اس سے روح صوم کو کچھ بھی نقصان پہونچتا تو شارع علیہ السلام ضرور اس پر تنبیہ فرماتے جیسی آپ نے دوسری باتوں پر تنبیہ فرمائی ہے جن سے روح صوم کو نقصان پہونچتا تہا چنانچہ

ارشاد ہے کہ اگر روزہ دار کو کوئی گالی دے یا اُس سے لڑنا چاہے تو اُس سے یوں کہدے کہ میرا روزہ ہے (یعنی روزہ دار کو روزہ میں گالی دینا اور لڑنا جھگڑنا نہیں چاہیئے)۔

نیز ارشاد ہے کہ جو شخص روزہ میں بیہودہ باتیں اور بیہودہ کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر زیادہ کھانے سے کسی حدیث میں روزہ دار کو منع نہیں کیا گیا۔ پس اسکو مبطل روح صوم کہنا غلط ہے ۱۲ھ

میں کہتا ہوں بلکہ اس حدیث میں تو روزہ دار کو افطار و سحری میں زیادہ کھا لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ بشرطیکہ غذا حلال ہو اگر اس سے روح صوم باطل ہوتی تو شارع علیہ السلام ہرگز اسکی اجازت نہ دیتے اور گو یہ حدیث ضعیف ہے مگر صوفیہ کی رائے سے اولیٰ و افضل ہے کیونکہ حدیث ضعیف انسانوں کی رائے سے مقدم ہے جبکہ موضوع نہو اور علامہ منذری نے ترغیب و ترہیب میں

۹۸ احادیث موضوعہ سے بچنے کا التزام فرمایا ہے جیسا کہ مقدمہ میں مذکور ہے ۱۲

(۱۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کا کھانا سب کا سب برکت ہی برکت ہے اسکو مت چھوڑنا چاہیے ایک گھونٹ پانی ہی کا پی لیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے سحری کھانے والوں پر خاص رحمت نازل فرماتے اور انکو دعا دیتے ہیں اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی سند قوی ہے۔ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو سحری کے وقت بھوک نہو وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے تو سحری کی فضیلت سے محروم نہ رہے گا اور پان کھا لینا بھی یا دودھ پی لینا بھی اسی کے حکم میں ہے۔

(۱۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو چاہے پانی کے ایک گھونٹ ہی سے ہو اسکو ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

(۱۲) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوارہ (ہی کہا لینا) اچھی سحری ہے اللہ تعالیٰ سحری کہانے والوں پر رحمت نازل فرمائے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

(۱۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوارہ (ہی) مسلمان کی عمدہ سحری ہے اسکو ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے **ف** مطلب یہ ہے کہ زیادہ نہ کہا سکے تو چھوارہ کہا لینا ہی کافی ہے یا مطلب یہ ہے کہ سحری میں چھوارہ کہانا بہت اچھا ہے کیونکہ اِس سے قوت زیادہ آتی ہے **ف** سحور وہ کہانا ہے جو سدس لیل آخر میں کہایا جائے یعنی رات کے آخری چھٹے حصے میں پس جو لوگ عشاء کے بعد یا آدہی رات کو سحری کہا لیتے ہیں اُن کو سحری کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی پس جس زمانہ میں غروب شمس کے بعد سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں
اُس زمانہ میں سحری کا وقت وہ ہے جبکہ صبح صادق ہونے میں دو گھنٹے باقی 99
ہوں اِسی پر سب زمانوں کا حساب کر لیا جائے۔

ف ۔سوال ۔سحری کہانے کی اس قدر فضیلت کیوں ہے جبکہ پوری خوراک کہانا ہی شرط نہیں بلکہ ایک گہونٹ پانی اور ایک چھوارہ سے بہی یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

جواب ۔اسکی فضیلت کے جو وجوہ میری سمجھ میں آئے ہیں وہ عرض کرتا ہوں (۱) یہ کہ اِس میں اہل کتاب کے روزہ سے امتیاز ہے کیونکہ اوپر معلوم ہو چکا کہ اہل کتاب روزہ کے ساتہ سحری نہیں کہاتے تہے اور اللہ تعالیٰ کو کفار کی مخالفت عبادت میں محبوب ہی (۲) یہ کہ اِس سے روزہ میں اور نماز و تلاوت و ذکر اللہ میں سہولت و قوت حاصل ہوتی ہے اور طاعات کا شوق و دلجمعی سے ادا ہونا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے (۳) یہ کہ سحری کہانے والے کا روزہ ریا سے محفوظ رہتا ہے اور جو سحری نہ کہائے گا اُس کی صورت و حالت ہی سے ہر شخص پہچان لیگا

کہ اس کا آج روزہ ہے جبھی چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ (۴) یہ کہ سحری کہانے میں عبدیت کا اظہار ہے کہ روزہ کی حالت میں جو ہم کہانے پینے سے رُکے ہُوئے ہیں اِس کا یہ سبب نہیں ہے کہ ہمکو کہانے پینے سے استغنا ہے بلکہ محض حکم کی وجہ سے رُکے ہُوئے ہیں۔ اور اجازت کے وقت میں تو ہم بار بار کہانے پینے کے محتاج ہیں (۵) یہ کہ شروع اسلام میں بعد عشاء کے نیند آجانے کے بعد کہانا پینا اور بیوی کے پاس جانا حرام تہا جب مسلمانوں سے اس حکم کا نباہ نہو سکا تو اللہ تعالیٰ نے حکم سابق کو منسوخ فرمادیا اور صبح صادق تک کہانے پینے کی اجازت دیدی پس اب اسی اجازت پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کیونکہ اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رخصت پر عمل کرنا ایسا ہی محبوب ہے جیسا گناہوں سے بچنا محبوب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ باسرار احکامہ وحکمہا ۱۲ مترجم۔

100 # افطار میں جلدی کرنے اور سحری میں تاخیر کرنے کی ترغیب

(۱) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اُسوقت تک ہمیشہ بہلائی میں رہیں گے جبتک افطار میں جلدی کرتے رہیں اسکو بخاری ومسلم وترمذی نے روایت کیا ہے۔

(۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میری سنت پر اُسوقت تک ہمیشہ رہے گی جبتک افطار میں ستاروں (کے نکلنے) کا انتظار نہ کرے اسکو ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو افطار میں زیادہ جلدی کرے اسکو امام احمد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

(۴) یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں (۱) افطار میں جلدی کرنا۔ (۲) سحری میں تاخیر کرنا (۳) نماز میں ایک ہاتھ دوسرے پر رکھکر دونوں ہاتھوں کو باندھ لینا اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اُسوقت تک ہمیشہ غالب رہے گا جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ (افطار میں) تاخیر کرتے ہیں اسکو ابوداؤد و ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں کہ لوگ ہمیشہ اچھی حالت میں رہیں گے۔ ۱۰۱

ف۔ سوال۔ ابن ماجہ کے الفاظ پر تو زیادہ اشکال نہیں مگر دوسروں کی روایت میں جو یہ آیا ہے کہ دین اُسوقت تک ہمیشہ غالب رہے گا جبتک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں اسپر یہ اشکال ہے کہ اِس فعل کو دین کے غلبہ میں کیا دخل ہے۔

جواب دین کا غلبہ یہ ہے کہ اُس کے خاص امتیازات محفوظ رکھے جائیں اور کفار کی موافقت سے گوادنیٰ درجہ ہی کی ہو احتراز کیا جائے۔ اور افطار میں جلدی کرنا بھی اسلام کا خاص امتیاز ہے کیونکہ اہل کتاب تاخیر کرتے ہیں تو جبتک مسلمان اس بات کا لحاظ رکھیں گے کہ دین اسلام کے امتیازات محفوظ رہیں اور کفار کی موافقت سے بچتے رہیں اُسوقت تک ظاہر ہے کہ دین غالب رہیگا اور جب وہ اسلام کے خصوصی امتیازات کو مٹانے لگیں اور کفار سے موافقت کرنے لگیں اُسوقت دین مغلوب ہوجائے گا گو اسلام کا نام لینے والے

کم نہوں مگر روح اسلام ان میں کم ہوگی اور احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح تعجیل افطار کے متعلق یہ بات ارشاد فرمائی ہے اسی طرح اور بہی بہت سی باتوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے جن کا حاصل یہی سمجہہ میں آتا ہے کہ جبتک مسلمان اسلامی خصوصیات و امتیازات کو ملحوظ رکہیں اور کفار کی موافقت سے بچتے رہیں گے دین غالب رہے گا اور جب وہ اسمیں کوتاہی کریں گے دین کا غلبہ کم ہوجائے گا جیسا آجکل کا مشاہدہ ہے وفقنا اللہ وایاکم لاعزاز الدین و احیاء سنن المرسلین دوسرے یہ کہ افطار میں جلدی کرنا انبیاء و مرسلین کی سنت ہے تو جبتک مسلمان اسکے پابند رہیں گے اسوقت تک وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و عادات پر قائم رہیں گے جو غلبۂ دین کا خاص نشان ہے۔

ف افطار میں جلدی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ غروب شمس کا یقین ہوجانے کے بعد دیر نہ کی جائے یہ معنی نہیں کہ غروب شمس کا یقین ہونے سے پہلے افطار کرلیا جائے اسی طرح تاخیر سحور کے معنی یہ ہیں کہ ایسے وقت سحری سے فارغ ہوجائے ۱۰۲ کہ اُس کے بعد بہی رات کے باقی رہنے کا پانچ دس منٹ تک یقین ہو کیونکہ روزہ کو شبہ اور خطرہ میں ڈالنا اچھا نہیں۔ ۱۲ مترجم

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افطار سے پہلے مغرب کی نماز پڑہتے ہوئے کبہی نہیں دیکہا (بلکہ آپ پہلے افطار کرتے اُس کے بعد مغرب کی نماز پڑہتے ۱۲) چاہے پانی کا ایک گہونٹ ہی پی لیتے اسکو ابو یعلی نے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

ف بعض صحابہ کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ وہ مغرب کی نماز کے بعد افطار کرتے تہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہانا نماز کے بعد کہاتے تہے اور نماز سے پہلے پانی کا ایک گہونٹ یا چہوارہ کا ٹکڑا کہا لیتے تہے جس کی اطلاع راوی کو نہیں ہوئی۔

چھوارہ سے افطار کرنے کی ترغیب اور وہ نہ ملے تو پانی سے

(۱) حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ جب کوئی افطار کرے تو چھوارہ سے افطار کرے کیونکہ وہ برکت کی چیز ہے اگر وہ نہ ملے تو پانی سے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے اسکو ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اِس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے +

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تازے
چھواروں سے افطار فرماتے اگر تازے نہ ملتے تو خشک چھواروں سے اگر وہ بھی ۱۰۳
نہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے تھے اسکو ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور ابویعلی نے اسکو ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین چھواروں سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے یا کسی ایسی چیز سے جو آگ سے نہ پکی ہو۔

(۳) حضرت انس رضہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو چھوارہ مل جائے وہ اسی سے افطار کرے اور جسکو یہ نہ ملے وہ پانی سے افطار کرے کہ وہ پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے اسکو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور حاکم نے (مستدرک میں) روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

ف افطار کے وقت لطیف چیز کھانا چاہیئے جن میں سب سے افضل کھجور ہے اُسکے بعد پانی اور جو چیزیں آگ سے پکی ہوں اُن سے افطار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اُن میں لطافت کم ہوجاتی ہے اُنکو بعد میں کھانا چاہیئے ۱۲ مترجم

روزہ دار کو کھانا کھلانے کی ترغیب

(۱) زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے اُسکو روزہ دار کی برابر ثواب ملے گا مگر روزہ دار کے ثواب میں سے کچھہ کمی نہ کی جائے گی اسکو ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے اور ابن حبان وابن خزیمہ نے صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بہی اسکو صحیح کہا ہے۔ ابن خزیمہ ونسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص نمازی کا یا حاجی کا سامان تیار کرے یا ان کے گہر والوں کی ان کے پیچھے خبر گیری کرے یا روزہ دار
کو افطار کرادے اُسکو ان کی برابر ہی ثواب ملے گا مگر اُن کے ثواب میں کچھہ ۱۰۴
کمی نہ کیجائے گی۔

(۲) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کہانے پینے کی چیز سے روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اُسکو ملائکہ رمضان کی ساعات میں دعا دیتے ہیں اور شب قدر میں جبریل علیہ السلام بہی اُسکو دعا دیتے ہیں۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابو الشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا ہے اور اون کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جبریل علیہ السلام شب قدر میں اُس سے مصافحہ کرتے ہیں اتنا اور زیادہ ہے کہ جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اُس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اُس کے آنسو کثرت کے ساتھہ بہنے لگتے ہیں۔ حضرت سلمان کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس (کہلانے پلانے کو) کچہہ نہو تو فرمایا کہ تہوڑا سا کہانا دیدے میں نے عرض کیا کہ اگر اس کے پاس روٹی کا ایک

لقمہ ہی ہو فرمایا ایک گھونٹ دودہ ہی کا پلادے میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو فرمایا ایک گھونٹ پانی ہی پلادے۔

(۳) اور حضرت سلمان کی ایک روایت پہلے گذر چکی ہے جسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اس میں یہ مضمون ہے کہ جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اُس کے گناہوں کی مغفرت ہوجائے گی اور ایک غلام آزاد کرنیکا ثواب ہوگا۔ اور اسکو روزہ دار کی برابر ثواب ملے گا مگر اُس کے ثواب سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہر شخص کو تو اتنی وسعت نہیں کہ روزہ دار کو افطار کراسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب تو اُس شخص کو دیتے ہیں جو روزہ دار کو افطار کے وقت ایک چھوارہ کھلادے یا پانی یا دودہ کا ایک گھونٹ پلادے۔ الحدیث (اور جو پیٹ بہر کر کہانا کہلاوے اور اچھی طرح اُسکو سیراب کردے اسکے ثواب کا کیا پوچھنا۔)

۱۰۵ روزہ دار کے ثواب کا بیان جبکہ اُس کے سامنے دوسرے لوگ کھاتے پیتے ہوں

(۱) ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) اُن کے پاس تشریف لائے تو اُنہوں نے آپ کے سامنے کہانا پیش کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کہاؤ اُنہوں نے عرض کیا کہ میں تو آج روزہ سے ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے سامنے جب دوسرے لوگ کہاتے پیتے ہیں تو فرشتے اسپر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ پیٹ بہر کر کہالیں اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور الفاظ اُن ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی صحیح میں روایت

کیا ہے اور ترمذی نے اِس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اُنکی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار کے سامنے جب روزہ خور کہاتے (پیتے) ہیں فرشتے اُسپر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

ف مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی ننہیال تہی اسلئے بعض مستورات آپ کی خالہ اور نانی ہوتی تہیں جن سے شرعاً پردہ نہ تہا اور بعض واقعات مستورات کے سامنے آنے کے نزول حجاب سے پہلے کے ہیں پس یہاں دونوں احتمال ہیں یا تو واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے یا صحابیہ حضور سے ننہیالی قرابت رکہتی تہیں۔ حضرت[ہ] ام عمارہ انصاریہ بڑے درجہ کی صحابیہ ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں جنگ بدر میں بہی اسلامی لشکر کے ساتہ تہیں جنگ احد میں جب تک مسلمانوں کا غلبہ رہا لشکر اسلام کو پانی پلاتی رہیں جب جنگ کا نقشہ بدلا اور بہت سے مسلمانوں کے پیر اُکہڑ گئے تو یہ تلوار اور تیر کمان لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے لگیں حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۰۶
میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غزوۂ احد میں دائیں بائیں جس طرف بہی میں نے نظر اُٹہائی ام عمارہ کو ہر طرف کفار سے لڑتا ہوا دیکہا وہ میری حفاظت کے لئے ہر طرف سے اُن کے حملہ کو روکتی تہیں جزاها الله عنا وعن جميع المسلمين خيرا وفدى لرسول الله امى وخالتى وعمى وابائى ونفسى ومالیا۔

(۲) سلیمان بن بریدہ اپنے باپ (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ اے بلال آؤ کہانا کہاؤ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو روزہ سے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تو اپنی روزی کہا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں جمع ہو رہا ہے اے بلال! تمکو خبر بہی ہے روزہ دار کے سامنے جب تک کوئی کہانا کہاتا رہتا ہے اُسکی ہڈیاں تسبیح کرتی رہتی اور فرشتے

ـہ هذا كله من الاصابة فصل النساء ۱۲ مترجم۔

اُسکے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اسکو ابن ماجہ اور بیہقی دونوں نے بقیہ سے روایت کیا ہے وہ محمد بن عبدالرحمٰن سے سماع بیان کرتے ہیں وہ سلیمان بن بریدہ سے روایت کرتے ہیں مگر محمد بن عبدالرحمٰن مجہول ہیں اور بقیہ مدلس ہیں اور مجہول شخص سے تصریح سماع کچھہ مفید نہیں۔

ف۔ پس یہ روایت ضعیف ہے۔ مگر پہلی حدیث اس کے لئے شاہد صحیح ہے۔

روزہ دار کو غیبت اور بیحیائی کی باتیں اور جھوٹ بولنے وغیرہ پر دھمکی

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (روزہ میں) بیہودہ باتیں اور بیہودہ کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالےٰ کو اُسکے بھُوکے پیاسے رہنے کی کچھہ پروا نہیں۔ اسکو بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ 107
نسائی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں جو شخص بیہودہ باتیں اور جہالت کی باتیں اور بیہودہ کام اور جہالت کے کام نہ چھوڑے یہی الفاظ نسائی کی ایک روایت میں بھی ہیں۔ اور طبرانی نے صغیر واوسط میں حضرت انس سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ میں) بیحیائی اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اسکی پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا (ہی) نہ چھوڑے۔

ف مقصود یہ ہے کہ غیبت اور جھوٹ وغیرہ سے روزہ کا ثواب اور نور کم ہوجاتا ہے اسلئے روزہ میں ان سے بہت اہتمام کی ساتھہ بچنا چاہئے یہ مطلب نہیں کہ ان سے نہ بچ سکے تو روزہ ہی نہ رکھے کیونکہ اس صورت میں روزہ نہ رکھنے کا گناہ الگ ہوگا اور غیبت وکذب وغیرہ کا گناہ جدا لازم ہوگا۔ پس شارع علیہ السلام کا مقصود یہ ہے کہ جو روزہ رکھے وہ ان امور سے بھی ضرور بچے یہ مقصود نہیں کہ جو ان امور سے نہ بچے

وہ روزہ بھی نہ رکھے خوب سمجھ لو ۱۲ مترجم۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آدمی کا ہر عمل اُس کے لئے ہے بجز روزہ کے کہ وہ میرا ہے اور میں خود اُس کی جزا دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے پس جب کسی دن کسی کا روزہ ہو تو بیحیائی اور شور و شغب نہ کرے اگر کوئی اِس سے گالم گلوچ ہو یا لڑنے لگے تو اس سے کہدینا چاہئے کہ میں روزہ سے ہوں میں روزے سے ہوں (میں لڑنا جھگڑنا نہیں چاہتا) الحدیث اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور اُنہی کے الفاظ ہیں۔ اور مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور یہ حدیث تمام طرق کے ساتھ پہلے گذر چکی اور اِس کے الفاظ کی شرح بھی بیان ہو چکی ہے۔

(۳) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
۱۰۸ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ روزہ ڈھال ہے جبتک اسکو پھاڑا نہ جائے اسکو نسائی نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بیہقی نے (سنن میں) اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ سے اُس میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ روزہ کو کس طرح پھاڑا جاتا ہے حضور نے فرمایا جھوٹ یا غیبت سے۔

ف اس میں اُس نقصان کی تصریح ہو گئی جس کا اوپر ذکر تھا کہ روزہ جو جہنم سے بچنے کے لئے مضبوط ڈھال ہے جھوٹ اور غیبت وغیرہ کرنے سے وہ مضبوط ڈھال نہیں رہتا بلکہ پھٹی ہوئی ڈھال کے مشابہ ہو جاتا ہے جو کسی درجہ میں تو کار آمد ہے مگر پوری کار آمد نہیں۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ فقط کھانے پینے سے (رک جانے کا نام) نہیں ہے بلکہ روزہ بیہودہ کام اور بیحیائی کے کاموں سے (رُکنے کا نام) ہے۔ پس اگر

کوئی تم سے روزہ میں اگالم گلوچ یا تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آئے تو اُس سے کہدو
میں روزہ سے ہوں میں روزہ سے ہوں اسکو ابن خزیمہ وابن حبان نے صحیح
میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے ابن خزیمہ
کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ ہی سے مرفوعاً اس طرح وارد ہے کہ روزہ
میں تم کسیکو گالی نہ دیا کرو اور اگر کوئی دوسرا تمکو گالی دے تو اُس سے کہدو میرا
روزہ ہے اور اگر تم اُسوقت کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ (تاکہ غصہ کم ہو جائے ۱۲)
(۵) حضرت ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بعض روزہ دار ایسے ہیں جنکو روزہ سے بجز بھوکا رہنے کے اور کچھہ نہیں ملتا
اور بعض تہجد گذار ایسے ہیں جنکو تہجد سے بجز جاگنے کے کچھہ نہیں ملتا اسکو ابن ماجہ نے
روایت کیا ہے اور یہ الفاظ اُن ہی کے ہیں اور نسائی نے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں
اور حاکم نے بھی مستدرک میں اسکو روایت کیا ہے اور شرط بخاری پر صحیح کہا ہے
ابن خزیمہ وحاکم کے الفاظ یہ ہیں کہ بعض روزہ داروں کا حصہ روزہ میں بھوک ۱۰۹
اور پیاس کے سوا کچھہ نہیں ہوتا۔ اور بعضے تہجد گذاروں کا حصہ تہجد میں بجز بیداری
کے کچھہ نہیں ہوتا بیہقی نے بھی انہی الفاظ سے اسکو روایت کیا ہے اور طبرانی
نے کبیر میں عبداللہ بن عمر سے بھی مرفوعاً اسی مضمون کو روایت کیا ہے۔
ف۔ سوال۔ تہجد تو ہر تہجد پڑہنے والا تنہا ایسی حالت میں پڑہتا ہے
جب دوسرے سوتے ہوتے ہیں اُسکو کسی کی غیبت وشکایت کا یا جھوٹ بولنے کا
موقع ہی نہیں ملتا پھر اس کا تہجد کس طرح برباد ہوتا ہے۔
جواب۔ تہجد کی بربادی یہ ہے کہ تہجد پڑھکر اپنے کو بزرگ سمجھنے لگے یا دوسروں
کو حقیر جاننے لگے۔ یا صبح کو لوگوں کے سامنے اپنے تہجد کا حال بیان کرنے لگے کہ
رات میں بہت سویرے اٹھا تھا۔ پھر صبح تک نہیں سویا یا تہجد میں رات بہت
مزہ آیا بڑے انوار نظر آئے۔ سو ایسی باتیں بنانا ریاکاری ہے جس سے تہجد کا
ثواب برباد ہو جاتا ہے اسیطرح اور بھی بعض اسباب ہیں جن پر صوفیہ نے متنبہ

فرمایا ہے ۱۲ مترجم

(٦) حضرت عبید سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہاں دو عورتیں روزہ سے ہیں جو پیاس کی وجہ سے مری جارہی ہیں حضور نے اس کے جواب سے اعراض کیا یا سکوت کیا پھر وہ دوبارہ آیا غالباً دوپہر کے وقت اور کہا یا رسول اللہ وہ تو مر گئی ہیں یا مرنے والی ہیں حضور نے فرمایا اُن کو یہاں بلاؤ چنانچہ وہ آئیں اور ایک بڑا پیالہ منگایا گیا پھر حضور نے ایک عورت سے فرمایا کہ قے کر تو اس کی قے میں راد لہو اور کچ لہو اور گوشت اتنا نکلا کہ آدھا پیالہ بھر گیا پھر دوسری عورت سے کہا کہ تو بھی قے کر اس نے قے کی تو راد لہو اور کچ لہو اور تازہ گوشت وغیرہ اتنا نکلا کہ پورا پیالہ بھر گیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ان دونوں نے اُن چیزوں سے تو روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے (دوسرے وقت میں) اِن کے لئے حلال کی ہیں اور اُن چیزوں سے افطار کیا جو
(ہر حالت میں) اُن پر حرام کی گئیں ہیں (یعنی) دونوں نے باہم ملکر لوگوں کا گوشت ١١٠
کہانا شروع کیا (یعنی غیبت کی) اسکو امام احمد نے روایت کیا اور الفاظ اُنہی کے ہیں اور ابن ابی الدنیا اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے مگر سب سندوں میں ایک راوی کا نام نہیں بتایا گیا جو حضرت عبید سے روایت کرنیوالا ہے اور ابو داؤد طیالسی نے اور ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور بیہقی نے حضرت انس سے بھی اسکو روایت کیا ہے جو غیبت کے بیان میں انشاء اللہ آئے گا۔

ف تعدد طرق سے ضعیف کو قوت ہو جاتی ہے اسلئے یہ حدیث زیادہ ضعیف نہ رہی خصوصاً جبکہ تابعی کا مجہول ہونا حنفیہ کے نزدیک مضر نہیں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف زیادہ اُسی کو ہوتی ہے جو غیبت وجھوٹ وغیرہ سے پرہیز نہ کرے اور جو شخص گناہوں سے روزہ کی حفاظت رکھے

عہ قال المنذری العس بضم العین وتشدید السین المھملتین ھو القدح العظیم والعبیط بفتح العین المھملۃ بعدھا باء موحدۃ ثم یاء مثناۃ تحت ثم طاء مھملۃ ھو الطری ۱۲ منہ

اُسکو روزہ میں بہوک پیاس زیادہ نہیں ستاتی پس جو لوگ روزہ میں بہوک پیاس کا اندیشہ کرتے ہیں وہ اس نسخہ پر عمل کرکے دیکھیں انشاء اللہ روزہ بہت آسان ہوجائیگا

اعتکاف کی ترغیب

(۱) امام علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے والد (ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کیا اُسکو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب ملیگا اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں معتکف تہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا ابن عباس نے فرمایا کہ اے شخص میں تجہے غمزدہ پریشان دیکھ رہا 111
ہوں (کیا بات ہے) اُس نے عرض کیا ہاں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بہائی فلانے کا میرے ذمہ حق ولا رہے اور اس قبر والے[۱] کی عزت کی قسم میں اُس کے ادا پر قادر نہیں۔ ابن عباس نے فرمایا تو کیا میں اُس سے تمہاری سفارش نہ کردوں۔؟ اُس نے عرض کیا اگر آپ کا دل چاہے (تو کچھہ فرما دیجئے) حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ سنکر جوتے پہنے اور مسجد سے باہر نکل آئے تو وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ اپنی وہ حالت بہول گئے جس میں آپ اب تک تہے (یعنی کیا آپ کو اپنا اعتکاف یاد نہیں رہا جو مسجد سے باہر چلے آئے۔ فرمایا میں بہولا نہیں۔ لیکن میں نے اِس قبر والے سے سُنا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھہ زیادہ زمانہ نہیں گذرا" یہ کہہ کر حضرت ابن عباس کی آنکھوں میں آنسو بہر آئے" آپ فرماتے تہے کہ جو شخص اپنے بہائی کے کسی کام میں چلے پہرے اور اُس میں

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ ہے ۱۲ مترجم

کوشش کرے تو یہ اس کے واسطے دس سال کے اعتکاف سے افضل ہے اور (اعتکاف کی شان یہ ہے کہ) جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے ایک دن کا بھی اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی آڑ کر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ دراز ہوں گی اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ بیہقی کے ہیں اور حاکم نے اسکو مختصراً روایت کیا اور اسکی سند کو صحیح بتلایا ہے کذا قال۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی حدیثیں تو صحاح وغیرہ میں مشہور و معلوم ہیں جو ہماری کتاب کے موضوع سے خارج ہیں (اسلئے یہاں اُن کو بیان نہیں کیا کیونکہ اُن میں ترغیبی و ترہیبی مضامین نہیں ہیں ۱۲ مترجم)

ف اس حدیث سے خدمت خلق اللہ کی جسقدر فضیلت ظاہر ہو رہی ہے محتاج بیان نہیں اسی لئے ابن عباس نے مسلمان کی حاجت روائی کے لئے اعتکاف کے ٹوٹ جانے کی بھی پرواہ نہ کی کیونکہ اعانت مسلم اس سے بھی افضل تھی ۱۲ ۱۱۲

صدقۃ الفطر کی ترغیب

اور اسکی

تاکید کا بیان

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو فرض کیا ہے روزہ دار کی پاکی کے لئے لغویات اور بیحیائی کی باتوں سے (جو روزہ میں سرزد ہو گئی ہوں) اور مساکین کی امداد کے لئے تو جو شخص اسکو نماز (عید) سے پہلے ادا کر دے وہ تو مقبول صدقہ ہے اور

ـه جس میں اس شخص کا آنا اور اپنا قصہ بیان کرنا اور عبد اللہ بن عباس کا اُسکی سفارش کیلئے جانا مذکور نہیں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے ۱۲ ـ منہ

(باقی آئندہ)

اور جو نماز کے بعد ادا کرے وہ اور صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے اسکو ابوداؤد وابن ماجہ وحاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے بخاری کی شرط پر اسکو صحیح کہا ہے **ف** چونکہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی ضروری ہے جو ثبوتاً بھی قطعی ہو اور دلالۃً بھی اور یہ حدیث بوجہ خبر واحد ہونے کے ثبوتاً ظنی ہے اس لئے حنفیہ کے نزدیک صدقۂ فطر واجب ہے۔ اور فقراء ومساکین پر واجب نہیں بلکہ اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس بقدر نصاب چاندی یا سونا یا اور سامان حوائج اصلیہ اور دین سے فارغ ہو خواہ اسپر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو اور نصاب نامی ہو یا نہو۔ کیونکہ حولان حول تو زکوۃ میں شرط ہے صدقۂ فطر میں شرط نہیں۔ **ف** بعض علماء نے فقراء ومساکین پر بھی صدقہ فطر واجب کیا ہے جبکہ اسکی قوت سے فاضل مقدار صدقہ موجود ہو اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ صدقۂ فطر کے واجب ہونے کی علت یہ ہے کہ اس سے روزہ دار اُن لغویات و بیہودگیوں سے پاک ہوجاتا ہے جو روزہ میں اس سے ہوئی ہوں اور اسکی حاجت ہر روزہ دار کو ہے خواہ غنی ہو یا فقیر پس سب پر فرض ہونا چاہیئے۔ اس دلیل کا جواب آتا ہے ۱۱۳

ــہ قال المنذری قال الخطابی قوله فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکاۃ الفطر فیه بیان ان صدقۃ الفطر فرض واجب کافتراض الزکاۃ المالیۃ وفیه بیان ان ما فرض رسول الله صلی الله علیه فهو کما فرض الله لان طاعته صادرۃ عن طاعۃ الله وقد قال بفرضیۃ زکاۃ الفطر ووجوبها عامۃ اهل العلم وقد عللت بانها طهرۃ للصائم من الرفث واللغو فهی واجبۃ علی کل صائم غنی ذی جدۃ او فقیر یجدها فضلا عن قوته اذا کان وجوبها لعلۃ التطهیر وکل الصائمین محتاج الیها فاذا اشترکوا فی العلۃ اشترکوا فی الوجوب انتهی وقال الحافظ ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان صدقۃ الفطر فرض وممن حفظنا ذلک عنه من اهل العلم محمد بن سیرین وابو العالیۃ والضحاک وعطاء ومالک وسفیان الثوری والشافعی وابو ثور واحمد واسحق واصحاب الرائ وقال اسحق هو کالاجماع من اهل العلم انتهی ۱۲ منه

کہ آپنے صرف ایک علت کو دیکھ لیا حالانکہ حدیث میں دو علتیں مذکور ہیں دوسری علت یہ ہے کہ صدقۂ فطر مساکین کی امداد کے لئے فرض کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جس جماعت کی امداد کے لئے کوئی کام فرض ہوتا ہے وہ دوسری جماعتوں پر فرض ہوتا ہے خود اس جماعت پر فرض نہیں ہوتا لہذا لفظ امداد مساکین خود اسپر دال ہے کہ صدقۂ فطر اغنیا پر فرض ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے مساکین کی امداد کریں خوب سمجھ لو پس فقرا رد مساکین پر اس کا ادا کرنا فرض نہیں گو اُن کے پاس صدقۂ فطر کی مقدار قوت سے فاضل بھی ہو کیونکہ جس کے پاس دو تین سیر غلہ یا اسکی قیمت فاضل ہو اُسکو اغنیا میں شمار نہیں کیا جاتا اُسکو سب مسکین و فقیر ہی کہتے ہیں ہاں اگر ایسے لوگ ثواب حاصل کرنے اور روزہ کو پاک صاف کرنے کے لئے صدقہ فطر ادا کرنے کی ہمت کریں تو جائز ہونے میں کلام نہیں بلکہ بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس لئے حضور نے اس پہلی علت کو بیان کرکے سب مسلمانوں کو صدقہ فطر ادا کرنے کی رغبت دلائی ہے کہ اغنیا، فقیروں
114 کو دیں اور فقیر اُن کو دیں جو اُن سے بھی زیادہ محتاج ہیں مگر فقرار کے ذمہ ایسا کرنا واجب نہیں اگر وہ کریں تو ثواب بہت ہوگا ۱۲۔ مترجم

(۲) عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر[عہ] اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاع گیہوں ہر شخص کے ذمہ ہے بچہ ہو یا بڑا آزاد ہو۔ یا غلام مرد ہو یا عورت غنی ہو یا فقیر۔ غنی کو تو اللہ تعالیٰ (صدقۂ فطر کی وجہ سے) پاک کر دیتے ہیں (اُسکی جان کو بھی اور مال کو بھی) اور فقیر کو اللہ تعالیٰ اُس سے زیادہ واپس کر دیتے ہیں جو اُس نے (صدقہ میں) دیا ہے۔ اسکو احمد و ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ **ف** اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے کسی روایت میں یہ ہے کہ ایک صاع گیہوں ہر شخص کے ذمہ ہے اور دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کے ذمہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ زیادہ روایتیں اسی کے موافق ہیں کہ گیہوں کا نصف صاع ایک شخص کی طرف سے کافی ہے **ف** اس

عہ قال المنذری صعیر ہو بالعین المہملۃ مصغرا ۱۲۔ منہ

روایت میں غنی وفقیر کا لفظ صرف ایک راوی نے بڑھایا ہے اکثر راویوں نے یہ لفظ نہیں کہا اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو فقیر سے مراد وہ ہے جو اغنیاء اور مالداروں کے مقابلہ میں فقیر معلوم ہوتا ہو وہ مراد نہیں جس کے پاس قدر نصاب بھی حوائج اصلیہ سے فاضل نہ ہو۔

ف بچہ اور غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا اُس کے باپ اور آقا کے ذمہ لازم ہے اور عورت کے ذمہ خود لازم ہے شوہر کے ذمہ بیوی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا اور قربانی کرنا واجب نہیں۔

(۳) جریر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے اور بدون صدقۂ فطر کے اوپر نہیں اوٹھایا جاتا اسکو ابو حفص بن شاہین نے فضائل رمضان میں بیان کیا ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے جسکی سند عمدہ ہے۔

(۴) کثیر بن عبداللہ مزنی اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی قد افلح 115
من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی (جس نے پاکی حاصل کی اور خدا کا نام لیا پھر نماز پڑھی وہ کامیاب ہو گیا۔) حضور نے فرمایا کہ یہ آیت صدقۂ فطر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ کثیر بن عبداللہ راوی ضعیف ہے **ف** میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے اسکی ایک حدیث کی تحسین کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ احمد بن حنبل کثیر بن عبداللہ کو ضعیف کہتے تھے اور یحیی بن سعید انصاری اُس سے روایت کرتے تھے (تہذیب) اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسکی حدیث کو ذکر کیا ہے جس سے اُن کے نزدیک اِس کا حسن الحدیث ہونا معلوم ہوتا ہے۔ پس حدیث زیادہ ضعیف نہیں **ف** حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ تزکی سے مراد صدقہ فطر ادا کرنا ہے کیونکہ اس سے بھی تزکیہ اور طہارت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کا نام لینے سے مراد تکبیر تحریمہ اور وہ تکبیرات زوائد ہیں جو نماز عید میں پڑھائی جاتی ہیں اور نماز سے مراد نماز عید ہے۔

کتاب العیدین والاضحیۃ

عیدین کی راتوں میں جاگنے کی ترغیب

(۱) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں عیدوں کی راتوں میں ثواب کا طالب ہوکر (عبادت کے لئے) جاگے اُس کا دل اُس دن نہ مرے گا جس دن سب دل مر جائیں گے (یعنی صور پھونکے جانے کے وقت اسکی روح بیہوش نہ ہوگی نیز فتنہ وفساد کے زمانہ میں جب تمام عالم کے قلوب پژمردہ اور مردہ ہوں گے اس کا دل زندہ اور شگفتہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں مگر بقیۃ بن الولید مدلس ہیں اور سماع کی تصریح نہیں کی۔

(۲) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پانچ راتوں میں (عبادت کے لیے) جاگے اُس کے واسطے جنت واجب ہوجائے گی۔ لیلۃ الترویہ (۸ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ عرفہ (۹ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ النحر (۱۰ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ الفطر (عید الفطر کی رات) اور شعبان کی ۱۵ کی رات اسکو اصبہانی نے روایت کیا ہے۔ ۱۱۶

(۳) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عید الفطر کی رات اور عید الضحیٰ کی رات میں (عبادت کے لئے) جاگے اُس کا دل اُس دن نہ مرے گا جس دن سب دل مر جائیں گے اسکو طبرانی نے اوسط وکبیر میں روایت کیا ہے۔ **ف** افسوس آجکل مسلمانوں نے اس پر عمل کرنا بالکل ہی چھوڑ دیا اور اُنپر کچھ ایسی افسردگی چھائی ہے کہ اُن کے بچوں کو بھی تو اب عید یا بقر عید کے آنے کی وہ خوشی نہیں ہوتی جو پہلے کبھی ہوتی تھی اسکی وجہ افلاس ونا اتفاقی کے ساتھ ایک یہ بھی ہے کہ وہ شعائر اسلام کا اہتمام نہیں کرتے پہلے زمانہ میں مسلمانوں کو شعائر اسلام کا

؎ شریعت میں ہر تاریخ کی رات اُس کے دن سے پہلے آتی ہے بعد میں نہیں آتی ۱۲

بہت اہتمام تہا وہ عیدین کی راتوں میں بہت کم سوتے تہے زیادہ حصہ بیداری میں گذارتے اور اللہ کی عبادت کرتے تہے اس کا یہ اثر تہا کہ اُن کے قلوب مردہ نہ تہے بلکہ زندہ اور شگفتہ تہے جس کا اثر بچوں کے اوپر اسقدر تہا کہ بچے بہی عیدین کی راتوں میں رات بہر جاگتے رہتے اور خوشیاں مناتے تہے کہ کل کو عید ہے ہم یہ پہنیں گے اور وہ کہائیں گے مسلمانو! اگر اپنے دلوں کو زندہ اور شگفتہ رکہنا چاہتے ہو تو اُن کاموں کو اختیار کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو تبلا رہے ہیں ۱۲- مترجم

عیدین تکبیر کی ترغیب

اور اسکی فضیلت کا بیان

۱۱۷ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عیدوں کو تکبیر سے زینت دیا کرو- اسکو طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا ہے اور اسمیں نکارت ہے **ف** مگر علامہ سیوطی نے اسکو حدیث حسن کہا ہے (عزیزی) **ف** حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیدین میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد بکثرت کہا کرو اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ جب عید کی نماز کے لئے گہر سے نکلے تو راستہ میں تکبیر کہتا ہوا جائے- اسمیں اختلاف ہے کہ دونوں عیدوں میں جہر کے ساتہ تکبیر کہے یا عید الفطر میں آہستہ کہے ۱۲ مترجم-

(۲) سعد بن اوس انصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید الفطر کا دن آتا ہے فرشتے تمام راستوں کے دروازوں پر (یا کنارہ پر) کہڑے ہوجاتے اور منادی کرتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے کریم پروردگار کی (بارگاہ کی) طرف چلو جو اپنے احسان سے (بندوں کو) نیک کام کی توفیق دیتا ہے پہر اسپر اجر عظیم عطا فرماتا ہے تمکو (رمضان کی) راتوں میں قیام کا حکم دیا گیا

تو تمنے راتوں میں) قیام کیا (مراد تراویح کی نماز ہے) اور تمکو دن میں روزہ کا حکم دیا گیا تو تمنے روزہ رکھا اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی پس (چلو اب) اپنا انعام لیلو۔ پھر جب مسلمان عید کی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک فرشتہ منادی کرتا ہے سن لو! کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری مغفرت کر دی۔ پس تم کامیاب ہو کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ یہ انعام کا دن ہے آسمان میں اس دن کا نام یوم الجائزہ ہی ہے (یعنی انعام واکرام کا دن) اسکو طبرانی نے کبیر میں جابر جعفی کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور روزہ کے بیان میں اور احادیث بھی گذر چکی ہیں جو اس حدیث کے لیئے شاہد ہیں +

قربانی کی ترغیب

اور جو شخص باجود قدرت کے قربانی نکرے یا قربانی کی کھال بیچے اس کے لئے وعید ۱۱۸

(۱) حضرت عائشہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) میں کوئی کام ایسا نہیں کرسکتا جو اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ محبوب ہو اور قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں اور بالوں اور سموں سمیت (صحیح سالم) آئے گا۔ اور (قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں درجۂ (قبول) کو پہونچ جاتا ہے پس دل کھولکر قربانی کیا کرو اسکو ابن ماجہ و ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے اسکو روایت کرکے صحیح الاسناد کہا ہے ـــ

لمـــہ اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس شخص کے نامہ اعمال میں رکھا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ پلصراط پر سواری کا کام دے گا ۱۲ مترجم۔

قال الحافظ رواہ من طریق ابی المثنیٰ واسمہ سلیمان بن یزید عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عنہا وسلیمان واہ وقد وثق اھ (قلت فالحدیث حسن) ترمذی نے یہی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ قربانی کرنے والیکو قربانی کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے اور ترمذی نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اسکو ابن ماجہ اور حاکم وغیرہما نے بواسطہ عائذ اللہ کے ابوداؤد سے زید ابن ارقم سے روایت کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کو اس میں کیا (ثواب) ملے گا حضور نے فرمایا کہ ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ عرض کیا گیا کہ اون کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ اون کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی (ملے گی) حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے حافظ منذری فرماتے ہیں بلکہ اسکی سند ضعیف ہے کیونکہ عائذ اللہ مجاشعی اور ابوداؤد نفیع بن الحارث الاعمیٰ دونوں (روایت میں) گرے ہوئے ہیں ۱۱۹

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن فرمایا کہ آدمی کے لئے اس دن میں خون بہانے سے افضل کوئی عمل نہیں ہاں صلہ رحمی افضل ہو تو ہو اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں یحییٰ بن الحسن الخشنی ہے جس کا حال مجھے معلوم نہیں۔

(۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ اپنی قربانی کے (جانور کے) پاس کھڑی ہوجاؤ اور (اسکو ذبح ہوتا ہوا) دیکھو کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جو نکلے گا اسکے ساتھ ہی تمہارے تمام گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے حضرت فاطمہ رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ثواب ہمارے ہی واسطے خاص ہے یا ہمارے اور سب مسلمانوں کے واسطے ہے

عـہ سبحان اللہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں کہ رحمت کو کس کسی وقت بھی نہ بھولتی تھیں رضی اللہ عنہا وصلی اللہ علی ابیہا وسلم وجزی اللہ عنا نبینا واہل بیتہ بما ہم اہلہ ۱۲ مترجم۔

حضور نے فرمایا بلکہ ہمارے اور سب مسلمانوں کے واسطے ہے اسکو بزار نے اور ابو الشیخ نے
کتاب الضحایا میں اور اُن کے سوا دوسروں نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند میں عطیہ
ابن قیس ہے جسکو بعض نے ثقہ کہا ہے اور بعض نے اُس میں کلام کیا ہے۔ **ف** پس حدیث
حسن ہے ۱۲ مترجم

اور ابو القاسم اصبہانی نے اسکو حضرت علیؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ اٹھو اپنی قربانی (کے جانور) کو دیکھو کیونکہ اس کے
پہلے ہی قطرہ کے ساتھ تمہارے سب گناہ معاف ہوجائیں گے اور (قیامت میں)
اُسکو خون اور گوشت سمیت لایا جائے گا۔ پھر ستر حصہ زیادہ کرکے تمہارے میزان (عمل)
میں رکھا جائے گا ابو سعید خدری نے (یہ سنکر) عرض کیا یا رسول اللہ یہ ثواب آل محمدؐ
کے لئے خاص ہے؟ کہ وہ جس خوبی کے ساتھ بھی مخصوص کر دیے جائیں اُس کے لائق ہیں
یا آل محمد اور سب مسلمانوں کے لئے عام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ
ثواب خصوصیت کے ساتھ آل محمدؐ کے لئے بھی ہے اور عام طور پر سب مسلمانوں کے ۱۲۰
لئے بھی ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض مشائخ نے حضرت علیؓ کی اس
حدیث کو حسن کہا ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اے لوگو! قربانی کرو۔ اور اُس کے خون (بہانے) کو ثواب سمجھو کیونکہ خون اگرچہ
(بظاہر) زمین پر گرتا ہے مگر (درحقیقت) وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں گرتا ہے
(یعنی وہ اُسکو نظر عنایت سے دیکھتے اور قبول فرماتے ہیں ۱۲ مترجم
اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۵) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دل کھولکر قربانی کرے اور ثواب سمجھکر کرے اُس کے لئے
یہ قربانی دوزخ سے آڑ بن جائے گی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا چاندی کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کو کسی چیز میں قربانی میں خرچ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں جو عید کے دن ذبح کی جائے اسکو طبرانی نے کبیر میں اور اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

ف افسوس ہم لوگ اپنی نفسانی خواہشوں میں تو بہت کچھ روپیہ خرچ کرتے ہیں قربانی میں خرچ نہیں کرتے بہت لوگ تو قربانی کرتے ہی نہیں اور جو کرتے بھی ہیں وہ دُبلا کمزور سستا جانور خریدتے ہیں مسلمانو! قربانی دل کھولکر کیا کرو۔

(۸) ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین قربانی دنبہ کی ہے اور بہترین کفن چادر ہائے یمنی کا ایک جوڑہ ہے اسکو ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن ماجہ کی روایت میں بڑے سینگوں والا دنبہ آیا ہے یہ سب نے اسکو عفیر بن معدان کے واسطہ سے سلیم بن عامر سے ابو امامہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے (حافظ) منذری فرماتے ہیں کہ عفیر بن معدان ضعیف ہے **ف** علامہ سیوطی نے فرمایا ہے کہ ابوداؤد وابن ماجہ وحاکم نے عبادہ بن صامت سے بھی اسکو روایت کیا ہے اور عزیزی نے اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے۔ **ف** بعض ۱۲۱
لوگوں نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ دنبہ کی قربانی گائے۔ اونٹ کی قربانی سے بھی افضل ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بھیڑ۔ بکری۔ کی جنس میں دنبہ افضل ہے جیسا کہ احقر نے بعض رسائل میں طرق حدیث جمع کرکے اسکو ثابت کیا ہے۔ پس گائے سے دنبہ کو افضل کہنا صحیح نہیں دوسرے اس سے گاؤکشی کے روکنے پر استدلال تو کسی طرح بھی صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں بھی تو یہ ہے کہ دنبہ افضل ہے یہ تو نہیں کہ گائے کی قربانی نکرو اور جب گائے کی قربانی جائز ہے تو ایک مباح سے مسلمانوں کو روکنے کا کس کو حق ہے؟ خصوصًا جبکہ ہندوستان میں دنبہ دستیاب ہی نہیں ہوتا یہاں اگر گائے کی قربانی نہ کی جائے گی تو بکرا بکری کی کی جائے گی اور بکری کا گائے سے افضل ہونا کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں خوب سمجھ لو۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نکرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

اسکو حاکم نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا اور صحیح کہا ہے اور موقوفاً بھی روایت کیا اور غالباً وہی ٹھیک ہے ۔

(۱۰) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی قربانی (کے جانور) کی کھال بیچ لی اسکی قربانی نہیں ہوئی - اسکو حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا ہے حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اسکی سند میں عبداللہ بن عیاش قتبانی مصری مختلف فیہ ہے اور اس کے سوا اور حدیثوں میں بھی قربانی کی کھال فروخت کرنیسے ممانعت آئی ہے **ف** پس حدیث حسن ہو **ف** قربانی کی کھال کا بیچنا مکروہ اور اسیر وعید اسوقت ہے جبکہ قیمت کو اپنے تصرف میں لانے کی نیت سے بیچے اور اگر قیمت کو صدقہ کرنے کی نیت سے کھال بیچے تو جائز ہے - فقہا نے اسکی تصریح کی ہے واللہ اعلم ۱۲ مترجم

جانوروں کے کان ناک وغیرہ کاٹنے اور بیقاعدہ مارنے پر دھمکی اور خوش اسلوبی کے ساتھ قتل و ذبح کی ترغیب ۱۲۲

(۱) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان اور سلوک کرنا فرض کیا ہے پس جب تم قتل کیا کرو تو خوش اسلوبی سے قتل کیا کرو اور جب ذبح کیا کرو تو خوش اسلوبی سے ذبح کیا کرو - تمکو چاہئے کہ چھری کو (پہلے) تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو (جلدی سے) راحت دیدیا کرو - اسکو مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک شخص پر ہوا جو بکری کے شانہ پر پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کر رہا تھا اور بکری چھری کی طرف دیکھ رہی تھی حضور نے فرمایا کہ چھری کو پہلے ہی کیوں نہ تیز کر لیا ؟ کیا تو اس (ذبیحہ) کو کئی موتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے ؟ اسکو طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور حاکم نے اسکو ان الفاظ سے

ف یعنی ناقص ہوئی گو واجب ادا ہوگیا ۱۲ مترجم

روایت کیا ہے کیا تو اسکو چند بار مارنا چاہتا ہے؟ چھری کو اسکے لٹانے سے پہلے کیوں نہ تیز کر لیا؟ حاکم نے اسکو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری کے تیز کرنے اور اسکو جانوروں سے چھپا کر رکھنے کا حکم فرمایا (کہ چھری کو اُس کے سامنے ذبح سے پہلے رکھو بھی نہیں اور تیز بھی نہ کرو ۱۲) اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تم ذبح کرو تو جلدی کام تمام کر ڈ کرو۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(۴) عبداللہ بن عمر رضہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چڑیا کو یا اس سے چھوٹے (یا بڑے) جانور کو بے طریقہ مارے گا اللہ تعالیٰ اُس سے باز پرس فرمائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور طریقہ سے مارنے کی کیا صورت ہے فرمایا طریقہ یہ ہے کہ اسکو ذبح کرے پھر کھالے اور اُس کا سر کاٹ کر نہ پھینکے (بلکہ سر کو بھی درست کر کے پکالے اور کھالے ۱۲) اسکو نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔

(۵) شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص چڑیا کو بیفائدہ مارے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی اور کہے گی اے پروردگار فلاں شخص نے مجھکو بیفائدہ مارا کسی نفع کے واسطے نہیں مارا اسکو نسائی و ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے۔ **ف** بعضے شکاری نشانہ درست کرنے کے لئے چڑیا وغیرہ کو مارا کرتے ہیں پھر نہ انکو ذبح کرتے ہیں نہ کھاتے ہیں وہ اس وعید کو سُن لیں اور مظلوم کی فریاد سے ڈریں۔ 123

(۶) ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بکری کو ذبح کرنے کے لئے ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ رہا ہے آپ نے فرمایا ارے تیرا ناس ہو اسکو موت کی طرف خوبی کے ساتھ لیجا (بیدردی کے ساتھ نہ لیجا) اسکو عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفاً روایت کیا ہے اور محمد بن راشد کے واسطہ سے وضین بن عطا سے

ف قال المنذری الشفار جمع شفرة وھی السکین وقوله فليجهز هو بضم الياء وسکون الجیم وکسر الھاء وآخرہ زای ای فلیسرع ذبحھا ویتمه ۱۲ منه

مرفوعاً بھی روایت کیا ہے کہ ایک قصائی نے بکری کو ذبح کرنے کیلئے دروازہ کھولا وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نکل گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ گئی قصائی بھی پیچھے پیچھے آیا اور اسکی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری سے فرمایا کہ خدا کے حکم پر صبر کر (اور اسکے حکم کے سامنے گردن تسلیم خم کر دے) اور قصائی سے فرمایا کہ تو اسکو نرمی کے ساتھ ہانک کر لیجا۔ مگر یہ سند معضل ہے اور وضین میں کلام ہے۔

(۷) ابو صالح حنفی ایک صحابی سے جنکو عبداللہ بن عمر نے دیکھا ہے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی جاندار کے کان ناک وغیرہ کاٹے پھر اس سے توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے کان وغیرہ کاٹ دیں گے اسکو امام احمد نے روایت کیا اور اسکے سب راوی ثقہ اور مشہور ہیں۔

(۸) مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کیا یہ بات صحیح ہے کہ (تمہاری اونٹنیاں تو صحیح سالم بچے جنتی ہیں پھر تم استرہ لیکر ان کے کان کاٹ دیتے اور کھال چیر دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ آزاد ہیں۔ پھر اسکو اپنے اور اپنے گھر والوں پر حرام کر دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (میں ایسا کرتا ہوں) حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جو کچھ دیا ہے وہ حلال ہے (حلال کو حرام کرنیکا تم کو کیا حق ہے اور) خدا کا ہاتھ تمہارے ہاتھ سے 124
زیادہ مضبوط ہے اور اس کا استرہ تمہارے استرہ سے زیادہ تیز ہے (پس زندہ جانور کے کان ناک وغیرہ نہ کاٹا کرو ورنہ خدا بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا ۱۲) اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور انشاء اللہ باب شفقت و رحمت میں یہ حدیث مکرر آئے گی۔

ف الحمد للہ آج بروز دوشنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ بعد ظہر کتاب انوار الصوم اختتام کو پہونچی اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائیں اور مجھے اور سب مسلمانوں کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق کامل عطا فرمائیں آمین۔ الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ بقلمہ عبدہ

ظفر احمد عفا اللہ عنہ۔ ووفقہ للتی ولعلہ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

لہ قال المنذری الصرم بضم الصاد المہملۃ وسکون الراء جمع الصریم۔ و ہو الذی صرم منہ ای قطع اھ قلت وقد ترجمتہ بالحاصل ۱۲۔ مترجم